REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۵   شمارہ ۱۲

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ــ ۱۳۲۵/۱۹

یکم ذیقعدہ ۱۴۱۶ ہجری   ۲۱- امان ۱۳۷۵ ہش   ۲۱- مارچ ۱۹۹۶ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۶- مارچ ۹۶ء - (ایم ٹی اے)
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پُر نُور کا حامی و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ملفوظات سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خُدا کو پانے کی راہ

ایک شخص نے سوال کیا کہ وہ کیا راہ ہے جس سے انسان خُدا کو پا سکے؟ فرمایا: جو لوگ برکت پاتے ہیں ان کی زبان بند اور عمل ان کے وسیع اور صالح ہوتے ہیں۔ پنجابی میں کہاوت ہے کہ کہنا ایک جانور ہوتا ہے اس کی بدبو سخت ہوتی ہے۔ اور کرنا خوشبودار درخت ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی چاہیئے کہ انسان کہنے کی نسبت کرکے بہت کچھ دکھلائے۔ صرف زبان کام نہیں آتی۔ بہت سے ہوتے ہیں جو باتیں بہت بناتے ہیں اور کرنے میں نہایت سُست اور کمزور ہوتے ہیں۔ صرف باتیں جن کے ساتھ رُوح نہ ہو وہ نجاست ہوتی ہیں۔ بات وہی برکت والی ہوتی ہے جس کے ساتھ آسمانی نُور ہو۔ او عمل کے پانی سے سرسبز ہو گئی ہو۔ اس کے واسطے انسان خود بخود ہی نہیں کر سکتا۔ چاہیئے کہ ہر وقت دُعا سے کام کرتا رہے۔ اور زاری وگدازی سے اور سوز سے اُس کے آستانہ پر گرا رہے۔ اور اس سے توفیق مانگے۔ ورنہ یاد رکھے کہ اندھا مرے گا۔

دیکھو! جب ایک شخص کو کوڑھ کا ایک داغ پیدا ہو جاوے تو وہ اس کے واسطے فکرمند ہوتا ہے اور دُوسری باتیں آہستہ بھول جاتی ہیں۔ اسی طرح جس کو رُوحانی کوڑھ کا پتہ لگ جاوے اُسے بھی ساری باتیں بھول جاتی ہیں اور وہ سچے علاج کی طرف دوڑتا ہے مگر افسوس کہ اس سے آگاہ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ انسان کے واسطے یہ مشکل ہے کہ وہ سچی توبہ کرے۔ ایک طرف سے توڑ کر دوسری طرف جوڑنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ ہاں مگر جسے خُدا تعالیٰ توفیق دے۔ ہاں ادب سے، حیا سے، شرم سے اس سے دُعا اور التجا کرنی چاہیئے کہ وہ توفیق عطا کرے۔ اور جو ایسا کرتے ہیں وہ پا بھی لیتے ہیں اور ان کی سُنی بھی جاتی ہے۔ صرف باتونی آدمی مفید نہیں ہوتا۔ کپڑا جتنا سفید ہوتا ہے اور پہلے اس پر کوئی رنگ نہیں دیا جاتا اتنا ہی عمدہ رنگ اُس پر آتا ہے۔ پس تم اس طرح اپنے آپ کو پاک کرو تا تم پر خدائی رنگ عمدہ چڑھے۔ اہلِ بیت جو ایک پاک گروہ اور بڑا عظیم الشان گھرانا تھا اُس کے پاک کرنے کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ یعنی میں ہی ناپاکی اور نجاست کو دُور کروں گا اور خود ہی ان کو پاک کیا تو بھلا اور کون ہے جو خود بخود پاک صاف ہونے کی توفیق رکھتا ہو۔ پس لازمی ہے کہ اس سے دُعا کرتے رہو۔ اور اُسی کے آستانہ پر گرے رہو۔ ساری توفیقیں اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۲۶)

بندگانِ خُدا کی علامت

مگر جو خُدا کے بندے ہوتے ہیں اُن میں خوشبو اور برکت ہوتی ہے۔ فریب اور مکر سے اُن کو کوئی غرض نہیں ہوتی۔ جیسے آفتاب اسے چمکتا ہُوا نظر آتا ہے ایسے ہی دُور سے اس کی چمک دکھائی دیتی ہے۔ اور دُنیا میں اصل چمک انہیں کی ہے۔ یہ آفتاب اور قمر وغیرہ تو صرف نمونہ ہیں۔ ان کی چمک دائمی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ غروب ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ غروب نہیں ہوتے۔ جس کو خدا اور رسول کی محبت کا شوق ہے، اور ان کے خلاف کو پسند نہیں کرتا اور عفونت اور بدبُو کو محسوس کرنے کا اس میں مادہ ہو وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ یہ طریق اسلام سے بہت بعید ہے۔ مثل یہود کے خدا نے اُن کو چھوڑ دیا ہے۔ بلعم کی طرح اب مکر و فریب کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں رہا۔ صفائی والا انسان جلد دیکھ لیتا ہے کہ یہ جسم اس حقیقی رُوح سے خالی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۶۴)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۱ امان ۱۳۷۵ ہش

ایڈز ۔ قدرت کا ایک بھیانک انتقام!

(۲)

اس دور میں ایسی خوفناک بے حیائیوں کے رونما ہونے کے متعلق سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل پیشگوئی کے رنگ میں بتا دیا تھا اور پھر ساتھ ہی آپ نے اس کے خوفناک نتائج کا ذکر فرما کر اس سے بچنے کی تلقین بھی فرمائی تھی۔

● ۔ ابنِ شیبہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علاماتِ قربِ قیامت میں سے ایک ظہورِ فحش و تفحش بھی ہے یعنی کثرتِ بے حیائی۔ (حجج الکرامہ)

● ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ قربِ قیامت کی علامات میں سے ایک کثرت سے ظہورِ زنا ہے (احادیث میں عموماً قربِ قیامت سے مراد امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی طرف اشارہ ہوتا ہے)

● ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ اس وقت ولد الزنا کثرت سے ہو جائیں گے۔ (حجج الکرامہ)

جیسا کہ گزشتہ قسط میں حقائق و اعداد و شمار کی روشنی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشادات جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامت کے طور پر تھے خوب کھل کر ظاہر ہو چکے ہیں۔ ان بے حیائیوں کے خوفناک انجام کے متعلق بھی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس دور میں جب بے حیائیاں کثرت سے پھیل جائیں گی اور لوگ اعلانیہ اور فخریہ بے حیائیوں کا اظہار اور ان پر عمل کریں گے تو سابقہ بد اقوام کی طرح اللہ تعالیٰ آنے والی بے حیا قوم پر بھی اپنا عذاب بیماریوں کی شکل میں نازل فرمائے گا۔ چنانچہ سنن ابنِ ماجہ میں ایک حدیث ہے:-

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَى
فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ
الَّذِينَ مَضَوْا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب العقوبات)

کہ ہر وہ قوم جس میں فحش (بے حیائی) ظاہر ہو اور وہ پھر فخریہ اس کا اعلان کرے (جیسا کہ آجکل ٹیلیویژن اور دیگر ذرائع سے ہو رہا ہے) اور اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ ان میں ایک قسم کی طاعون اور تکلیف دہ بیماری ظاہر کرے گا جو کہ کبھی ان کے باپ دادوں نے نہیں دیکھی ہوگی۔ اس دور میں ظاہر ہونے والی ایڈز کی بیماری درحقیقت ایسی ہی بیماری ہے کہ گزشتہ لوگوں نے تو کیا اس دور کے لوگوں نے بھی آج سے پندرہ سال قبل اس کے متعلق نہیں سنا تھا۔

● ۔ اسی طرح بطور پیشگوئی ایڈز کی بیماری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب اس دور میں بے حیائیاں اپنی انتہا کو پہنچ جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ایسی بیماری کو ظاہر فرمائے گا جس کا تعلق "نغف" سے ہوگا۔ (مسلم باب ذکر الدجال حدیث حضرت نواس بن سمعان رض) سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ نے مسلم ٹیلیویژن احمدیہ سے ٹیلی کاسٹ کئے جانے والے اپنے حالیہ رمضان المبارک کے درس القرآن میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ "نغف" عربی میں کیڑوں کو اور ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ابھرے ہوئے (LYMPHATIC CAPILLARIES) کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ماہر ڈاکٹر آج اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایڈز کے نتیجہ میں (LYMPHATIC CAPILLARIES) میں سوجن پیدا ہو جاتی ہے۔

● ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایڈز کے متعلق واضح طور پر خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ بیماری حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بے حیائیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوگی۔ اور آپ نے اس کا نام "موت ابیض" بھی بیان فرمایا تھا۔ چنانچہ فرمایا

"قُدَّامَ الْقَائِمِ مَوْتَتَانِ مَوْتٌ أَحْمَرُ وَمَوْتٌ أَبْيَضُ حَتَّى
يَذْهَبَ مِنْ كُلِّ سَبْعَةٍ خَمْسَةٌ۔" (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۶ و
اکمال الدین مطبوعہ المطبع الحیدریہ النجف صفحہ ۶۱۵)

کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں (عذاب کے طور پر) دو موتیں ظاہر ہوں گی۔ سرخ موت اور سفید موت۔ یہاں تک کہ ہر سات آدمیوں میں سے پانچ مر جائیں گے۔

یہاں "موت ابیض" سے مراد خون کے سفید خلیئے یعنی W.B.C.S. (WHITE BLOOD CORPUSCLES) کی موت ہے۔ اور یہ موت ایڈز کے وائرس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلی قسط میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ ایڈز کی بیماری کے وائرس خون کے سفید خلیوں (W.B.C.S.) کو پوری طرح ہلاک کر دیتے ہیں۔ اور چونکہ W.B.C.S. کا تعلق قوتِ مدافعت سے ہے اور جب وہ مکمل طور پر تباہ ہو جاتے ہیں تو ایڈز میں مبتلا انسان کی قوتِ مدافعت مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

بدر کے مسیح موعودؑ نمبر پر پیارے آقا کا اظہارِ خوشنودی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

لندن
۳-۳-۹۶

پیارے مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار بدر قادیان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ نے ہفت روزہ بدر کا جو مسیح موعود نمبر شائع کیا ہے وہ تو ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ مضامین پر مشتمل ہے۔ آپ نے خدا کے فضل سے اس کی تیاری میں کافی محنت کی ہے۔ اللہ قبول فرمائے اور بہتوں کو اس سے استفادہ کی توفیق دے۔ نئی نسل کے بچوں کے لئے اس سے استفادہ کا پروگرام بنانا چاہیئے۔ اس کے لئے نظارت دعوت و تبلیغ سے رابطہ کریں۔ اس نہایت عمدہ کاوش پر اللہ آپ کو اور آپ کے سب ساتھیوں کو دائمی حسنات سے نوازے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

سب کارکنان کو محبت بھرا سلام اور اس زندگی بخش مساعی پر مبارکباد
اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

روایتی زیورات جدید فنیش کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.

ارشادِ نبویؐ
اَلْاَمَانَۃُ عِزٌّ
(امانت داری عزت ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۹ بینٹنک سٹریٹ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱
فون نمبرز:- ۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۶۵۲
۲۴۳۰۷۹۴

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کیلئے محمد رسول اللہ کو چنا اور دوسری تعلیمات سے بے بہرہ رکھا اس لئے کہ وہ تمام تعلیمات خدا نے خود دینی تھیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
فرمودہ ۱۷ر نومبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۷ر نبوت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

"گزشتہ خطبے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے آیت کریمہ **اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ... الخ** کی تفسیر پیش ہو رہی تھی جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی اور جس کو میں نے مزید وضاحت کے ساتھ کھول کر جماعت کے سامنے رکھا یہ مضمون ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ خطبے کا وقت ختم ہو گیا۔ اور اس کے علاوہ بھی اور بہت سی باتیں خدا تعالیٰ کے اس نور کے حوالے سے کرنے والی ہیں۔ اس لئے خطبے میں جہاں میں نے مضمون کو چھوڑا تھا، وہاں سے بات آگے بڑھاؤں گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شجرہ مبارکہ زیتون کی مثال کی تشریح فرما رہے ہیں اور اس موقعہ پر کچھ حصہ مضمون کا بیان کرنے سے رہ گیا تھا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ جو زیتون کا تیل ہے جس سے وحی کا مبارک چراغ روشن ہوا ہے وہ تیل کیا چیز ہے جو عبارت ہے وہ تمام اگر پڑھی جائے تو چونکہ مشکل عبارت ہے اور بہت سے سننے والے جو اردو کو اچھی طرح سمجھتے بھی ہیں وہ اس عبارت کو پوری طرح سمجھ نہیں سکیں گے۔ پس بجائے اس کے کہ وہ عبارت پڑھوں اس کے سر دست پہلے حصے کا مضمون بیان کرتا ہوں بعد میں پھر کچھ عبارتیں بھی پڑھوں گا اس کا مضمون بھی بیان کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں کہ جو تیل ہے وہ خلاصہ ہوا کرتا ہے کسی چیز کی ذات اور درخت کا تیل اس کی صفات کا خلاصہ ہوا کرتا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمثیل کے طور پر زیتون قرار دے کر جب اس کے تیل کی بات شروع کی تو مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فطرت سلیمہ، آپ کی عقل، آپ کی روحانی قوتیں، اور وہ تمام صفات جو آپ کی ذات کا خلاصہ ہیں اور وہ صفات جو خود اللہ تعالیٰ کے کلام سے پروردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل کے نتیجہ میں پروردہ ہیں یعنی آغاز میں بھی اللہ ہی کا فضل ہے اس نے ایک وجود پیدا فرمایا اور اس وجود کی ان صفات کو پوری طرح نشوونما کی توفیق عطا فرمائی۔ پھر وہ نشوونما جب اپنے درجۂ کمال کو پہنچی ہے تو ان کی کیفیت یوں بیان فرمائی کہ گویا وہ نور از خود بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفات حسنہ کا آسمانی نور کے ساتھ کامل اتصال ہے کیونکہ جب تک یہ اتصال نہ ہو اس وقت تک آسمانی نور اپنے درجہ کمال کے ساتھ آپ کی ذات پر نازل نہیں ہو سکتا تھا۔

اس لئے یہ مثال کسی اور نبی کی وحی کے متعلق استعمال نہیں فرمائی گئی کہ وہ نور جو آپ کی صفات حسنہ کا خلاصہ تھا وہ از خود بھی چمکتا رہا مگر از خود نفتاً بھڑکنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس انداز میں پیش فرمایا ہے اس میں از خود کا تصور اس میں سے غائب ہو جاتا ہے۔ فرمایا ہے یہ مقدر بات تھی کہ اللہ ہی کے فیض سے تربیت یافتہ وجود تھا چنانچہ فرماتے ہیں: "جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں" وہ صفات محمدیہ جو اس "عقل کامل" یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کی طرف اس "عقل کامل" کہہ کر اشارہ فرمایا ہے "اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں"۔ خدا تعالیٰ کا جو حکمت کاملہ کہلا سکتا ہے ہر "عقل" ہر "حکمت" کا سرچشمہ وہی ہے۔ اس چشمہ صافی سے جس شجرہ طیبہ نے فیض پایا وہ محمد رسول اللہ کا شجرہ تھا۔ اور اس مثال کا استعمال فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کیونکہ اگر مثال زیتون کے درخت سے تھی تو زیتون کا درخت خود بھی تو کسی پانی کا محتاج ہے۔ وہ پانی کون سا تھا؟ کہاں سے اترا تھا؟ وہ زمینی پانی نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ کا وہ پانی تھا جو اسی کی عقل کامل سے اترتا ہے۔ ویسے تو ہر فیض خدا ہی سے ملتا ہے جن لوگوں کو تھوڑی سی بھی عقل ملے ان کو بھی خدا ہی سے نور ملتا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں خدا تعالیٰ کو عقل کامل قرار دینا بتا رہا ہے کہ اللہ کا جو نور بصیرت یا جو بھی اسے آپ کہہ لیں "عقل کامل" جو تمام حقائق کا سرچشمہ ہے جس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ جو تمام موجودات کی کنہ ہے اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے محمد رسول اللہ کا شجرہ طیبہ وہ زیتون کا درخت پرورش یافتہ تھا۔ پس از خود کی بحث اٹھ گئی آغاز ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تخلیق خدا کے عقل کامل کے چشمہ سے ہوئی اور وہ جو درخت تھا جو عقل کامل سے فیض یافتہ ہو، وہ دنیا کی کسی اور چیز سے فیض یافتہ نہ ہو، اس کا شفاف اور پاکیزہ اور خالص ہونا بالبداہت ثابت ہے۔

اب اس کا ایک اور تعلق بھی ہے جو دوسرے تمام عقل والوں کے ساتھ اس مضمون کا تعلق ہے وہ جہاں تک حقیقی اور سچی عقل کا تعلق ہے اللہ ہی سے فیض یافتہ ہوتے ہیں مگر بعض اس سے فیض یافتہ نہیں رہتے، کچھ دنیاوی عقول کے چشموں سے بھی پانی پیتے ہیں کچھ دنیاوی حکماء کی باتوں سے بھی متاثر ہوتے ہیں کچھ اپنی تحقیقات سے بھی وہ کچھ فیض یافتہ ہوتے ہیں اس لئے خالصتاً اللہ کی عقل کل سے فیض یافتہ ان کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس اس [illegible] میں کچھ دوسرے پانی بھی آ ملتے ہیں۔

ان معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُمّی کہنا آپ کی ایک عظیم تعریف ہے اور یہی لفظ اُمّی جب دوسری عرب قوم پر اطلاق پایا تو دوسرے معنے رکھتا ہے کیونکہ ہر لفظ اپنے موقع اور محل کے مطابق سمجھا جاتا ہے ان کے معنوں میں یہ تھا تو وہ تعلیم یافتہ ہیں ہی نہیں، نہ خدا سے نہ بندوں سے، نہ اللہ کی عقل سے انہوں نے تعلق جوڑا نہ اپنی عقل سے کچھ فائدہ حاصل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چونکہ دنیاوی عقول کا استعمال نہیں کیا اور دنیاوی علوم کے چشموں سے پانی نہیں پیا اس لئے آپ کی نشوونما خالصتہً اس عقلِ کل سے ہوئی ہے جسے ہم خدا بھی کہتے ہیں اور عقلِ کل نے آغاز ہی سے آپ کو پانی پلایا، آپ کی آبیاری فرمائی اور اس پانی کو پی پی کر یہ شجرہ طیبہ بڑھا اور جوان ہوا اور اس نے شاخیں نکالیں اور پھول پھل لایا۔ ان سارے مراحل سے گزر کر جب وہ اس مرتبے تک پہنچا ہے کہ اس سارے وجود کا خلاصہ خالص ایک تیل کی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچے اور یہ وجود اس مقام پر پہنچا جب کہ درخت سے تیل الگ ہو کر، صاف ہو کر، نتھر کر باہر آنے لگتا ہے اس تیل پر وحی کا نزول ہوا ہے اور یہ وہ تیل تھا جو بھڑک اٹھنے کو تیار تھا اس لئے نہیں کہ انسان بذاتِ خود اپنی عقل سے روشن ہو سکتا ہے اس لئے کہ شروع ہی سے عقلِ کل سے فیض یافتہ تھا۔ یہ تفصیل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ایک چھوٹے سے فقرے کی ہے کہ "اس عقلِ کامل کے چشمۂ صافی سے پروردہ ہیں" تمام صفاتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عقلِ کامل کے سرچشمے سے پروردہ ہیں۔

پھر وحی کے نزول اور خصوصاً اس ذات پر نورِ الٰہی کا نزول اس طرح کہ یہ خود نورِ مجسم بن جائے یا نورِ مجسم کی طرح دکھائی دے اور اس سے پھر دوسرے نور روشن ہوں اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ان لطائف تامہ پر وحی کا فیضان ہوا۔ وہ لطائف جو اپنے درجہ کمال کو پہنچ گئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں یہاں درجۂ کمالی سے مراد یہ ہے کہ آسمانی نور کے اُترنے سے پہلے آسمانی نور نے جس درخت کی آبیاری کی ہے اس کے اندر لطیف صفات کی پرورش کی اور وہ لطیف صفات جب تیار ہو گئیں تو پھر وہ محتاج تھیں کہ آسمان سے بھی ایک نور نازل ہوتا اس کی تفاصیل آگے پھر آئیں گی تو آپ کے سامنے مضمون اور کھل جائے گا فرماتے ہیں:" اور ظہورِ وحی کا موجب وہی ٹھہرے"۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ظہورِ وحی کا موجب قرار دیا ہے حالانکہ وحی ایک موہبت ہے جو آسمان سے اُترتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس موہبت اور موجبِ وحی کے ایک متصادم مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے خوب کھول دیتے ہیں اور اس میں کوئی تضاد باقی نہیں رہتا۔

"اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضانِ وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا" اسی میں بہت سے مسائل حل ہو گئے جو بہت دیر مدتوں سے اہلِ علم و فکر کو الجھنوں میں مبتلا کئے رکھے رہے یعنی انبیاء کی وحی میں فرق کیا ہے، کیوں ہوا ہے۔ انہوں نے ایک ہی چشمے سے پانی پیا۔ اس کی وحی مختلف، اس کی وحی مختلف۔ اس کا اندازِ کلام مختلف اس کا اندازِ کلام مختلف۔ تو کیا مختلف خداؤں نے ان کی پرورش فرمائی ہے یا ایک ہی خدا کے فیض یافتہ ہیں پھر فرق کیوں ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضانِ وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا" اس میں وہ اصل وہی مضمون بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا ویسا ہی اس پر بوجھ ڈالتا ہے جسے بوجھ کا وہ متحمل ہو سکتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ پس محمد رسول اللہ کی وسعتوں کا عظیم تر ہو جانا اور تمام بنی نوع انسان کی وسعتوں سے آپ کا دائرہ پھیل کر بڑھ جانا یہاں تک کہ ان تمام بنی نوع انسان کی صفات پر آپ کی وسعتیں محیط ہو جائیں یہ بات اس بات کا تقاضا کرتی تھی یہ موجبِ وحی ہے کہ آپ پر وحی نازل ہو جو اپنی وسعتوں میں کل عالمی ضروریات پر محیط ہو جائے تمام بشری ضروریات کو پورا کرنے والی اور ان کے تمام سوالات کا جواب رکھتی ہو۔

> **جب محمد رسول اللہ کا تیل روشن ہوا ہے تو کُل عالم روشن ہو گیا اس لئے کسی اور کو سراج نہیں فرمایا بلکہ آپ ہی کو سراج قرار دیا ہے**

پس وحی کا صاحبِ وحی کے مطابق ہونا یہ معنی رکھتا ہے اور اسی لئے ہر نبی کی وحی کا دائرہ مختلف ہے اور اس کے نور کی چمک میں بھی فرق ہے حالانکہ نور اللہ ہی کا ہے جس سے وہ روشن ہوتے ہیں اب تیلوں کو بھی دیکھ لیں ایک تیل کو جلائیں اس کی روشنی اور طرح کی ہوتی ہے وہ کیمیا جن کو روشن کیا جاتا ہے ان میں سے بعض کیمیا ایسی ہیں جن کی روشنی بہت ہی سفید ہوتی ہے جیسے سورج کی روشنی ہو کیمشم کاربائٹ کے جو چراغ جلتے ہیں لاہور میں مونگ پھلیاں بیچنے والے یا اس قسم کے بھُنے ہوئے دوسرے NUTS بیچتے ہیں کئی دفعہ اس کے اوپر ان کا چراغ رکھا ہوتا ہے وہ بالکل لگتا ہے کہ دن کی روشنی ہے۔ ربوہ میں جب بجلی نہیں آئی تھی تو میں نے بھی بنایا تھا تو نور تو وہی تھا جو خدا نے ہر چیز کے اندر رکھا ہوا ہے مگر ہر چیز کے چمک اُٹھنے میں اس کی اپنی صلاحیتیں جلوہ گر ہوتی ہیں اور آگ تو سب کو اسی طرح جلاتی ہے اور روشن کرتی ہے مگر مادے کے فرق سے اس کی تجلی میں فرق پڑ جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کے تیل کو بھی ایک روحانی تیل کے طور پر شرف بخشا اور ان کو بھی روشن کیا لیکن جب محمد رسول اللہ کا تیل روشن ہوا تو کُل عالم روشن ہو گیا اس لئے کسی اور کو سراج نہیں فرمایا بلکہ آپ ہی کو سراج قرار دیا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "فیضانِ وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہی اعتدالات کے مناسبِ حال ظہور میں آیا کہ جو طینتِ محمدیہ میں موجود تھی" (لفظ تھی لکھا ہوا ہے اور اعتدالات جمع کا صیغہ ہو سکتا ہے یعنی یہی ہوا ہوگا کہ کاتب نے تھیں کو تھی لکھ دیا ہو یا جملے کی بناوٹ کی مجھے سمجھ نہ آئی ہو۔

"فیضانِ وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہی اعتدالات کے مناسبِ حال ظہور میں آیا کہ جو طینتِ محمدیہ میں موجود تھی" غالباً تھیں ہی ہے اور کوئی اس کی وجہ مجھے سمجھ نہیں آرہی وہ کاتب ہمارے ہاں تو بڑے بڑے کرشمے دکھاتے ہیں دو نقطے چھوڑ دینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کام ہے اس لئے اس کو اس طرح پڑھنا چاہئے "اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے۔" کہتے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے۔ "منزل علیہ" وہ پاک نبی جس پر وحی نازل ہو رہی ہوتی ہے اسے منزل علیہ فرما رہے ہیں جس پر وحی نازل ہوئی اس کی فطرت کے مطابق نازل ہوتی ہے اور اس کے مطابق نازل ہونا خود ایک فصاحت و بلاغت کا کرشمہ ہے کیونکہ فصاحت و بلاغت کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جو مقتضائے حال کے مطابق ہو اگر کسی بچے سے

(حاشیہ: ہر تیل کو جلا کر دیکھیں اس کی روشنی اور طرح کی ہوتی ہے)

خطاب ہو رہا ہو تو بچوں کی طرح بننا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ بچوں کی زبان میں توتلا بھی ہونا پڑتا ہے اور جو کم فہم لوگ ہیں بسا اوقات وہ سمجھتے ہیں یہ وقار کے خلاف بات ہے کہ بچوں کی طرح حرکتیں کر رہا ہے حالانکہ اگر یہ وقار کے خلاف ہے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ "انا عند ظن عبدی بی" کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تو اپنے بندے کے گمان اور اس کی سوچ کی توفیق کے مطابق ڈھل جاتا ہوں تبھی ہمارے اندر پیار کی باتیں چلتی ہیں ورنہ تو ناممکن ہے کہ کوئی شخص میرے جیسا ہو سکے مجھے اسی جیسا ہونا پڑتا۔ ضمناً مجھے یاد آ گیا کہ ایک ہمارے جماعت احمدیہ کے مداح دانشور مجھے ملنے آئے انہوں نے کہا باقی باتوں میں تو مجھے اتفاق ہے لیکن یہ جو آپ نے بچوں کی کلاس یا اُردو کی کلاس شروع کر رکھی ہے آپ کی شان کے خلاف ہے آپ کو ایسی حرکتیں کرنی پڑتی ہیں اور آپ کے منصب اور آپ کی شان کے خلاف ہے اس نے بڑی ہمدردی اور نیکی میں مجھے ایک مشورہ دیا۔ میں نے کہا جو باتیں میں نے خدا سے سیکھی ہیں، خدا کے مزاج سے سیکھی ہیں تمہاری نظر میں یا کسی کی نظر میں خلاف ہوں یا نہ مجھے کوئی بھی پرواہ نہیں۔ میں نے کہا گھر میں جو تم اپنے بچوں سے توتلی باتیں کرتے ہو تو اس وقت تمہاری شان اس راہ میں حائل کیوں نہیں ہوتی۔ جب ایک بادشاہ خواہ کیسا ہی صاحب منصب اور صاحب جلال ہو اپنے گھر میں اپنے چھوٹے بچے سے پیار سے باتیں کرتا ہے تو منہ کبھی توتلا بنا لیتا ہے اسی طرح کی حرکتیں کرتا ہے اور اس کی شان کے خلاف نہیں ہوتا اگر یہ شان کے خلاف ہو تو خدا کا اپنے کسی بندے سے تعلق نہ ہو سکے۔ میں نے کہا میں تو مجبور ہوں اور نہیں یہ بھی نہیں شاید پتہ کہ ہمارے محبت کے رشتے چل رہے ہیں اگر میں یہ نہ سکھاؤں تو بہت سے دیکھنے والے ان مجالس میں آئیں ہی نہ اور تم لوگوں کو جو غیر ہو جماعت سے باہر محبت بھی رکھتے ہو تو ان باتوں کی سمجھ نہ آ سکے۔ میں نے کہا مجھے یہ بھی احساس ہے جیسی کی طرح آپ نے اشارہ فرمایا ہے شاید آپ یہ بھی کہہ سکتے کہ آپ نے اُردو کی تعلیم باقاعدہ کالج میں حاصل نہیں کی نہ تعلیم دینے کی کوئی سند حاصل کی ہے اس لئے کیوں نہیں ان لوگوں کے سپرد کر دیتے جو اس مضمون سے واقف ہیں اور اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں کہ صحیح زبان سکھا سکیں۔ یہ ایک الگ بحث ہے اس کا میں ایک دفعہ پہلے بھی جواب دے چکا ہوں کہ میں نے کوشش بہت سی کی تھی کہ ایسے لوگ آئیں اور جو میں جس رنگ میں سمجھانا چاہتا ہوں سمجھا دیں اور تقریباً ایک سال ضائع کرنے کے بعد پھر مجبور ہوا تھا مگر یہ ایک الگ بحث ہے

> اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے لئے محمد رسول اللہ کو چنا اور دوسری تعلیمات سے بے بہرہ رکھا اس لئے کہ وہ تمام تر تعلیمات خدا نے خود دینی تھیں

میں نے جو ان کو سمجھانا تھا جو اس مضمون سے تعلق رکھنے والی بات ہے وہ یہ ہے کہ بسا اوقات محبت کی وجہ سے تعلیم کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور اگر محبت نہ ہو تو وہ تعلیم کا رشتہ قائم ہی نہیں ہوتا اس مضمون کو آپ لوگ نہیں سمجھتے۔ اگر میں خود اس مضمون کو نہ اُٹھاتا تو وہ بچے جو ایک دوسرے سے مقابلے کر کر کے پہنچ رہے ہیں یہاں تک کہ چھت پر جگہ باقی نہیں رہی وہ کبھی کھنچے نہ آتے اور

یہ مضمون سب سے زیادہ اللہ سمجھتا ہے۔ اس لئے حضرت محمد رسول اللہ کی سب سے زیادہ محبت ہمارے دل میں پیدا کر دی کیونکہ معلم کا معلم ہے جب تک محبت کا رشتہ نہ ہو حقیقت میں صحیح تعلیم ہو ہی نہیں سکتی تو وہ ایک طرف کمزوریاں رہ گئی ہوں گی اور رہتی ہیں۔ میں جانتا ہوں اور مانتا بھی ہوں ساتھ ساتھ کہ مجھے اس کا بھی نہیں پتہ کہ یہ مذکر ہے یا مؤنث ہے، دیکھیں گے پھر بتائیں گے اور بعض غلطیاں رہ جاتی ہوں گی مگر اس کے مقابل پہ فوائد اتنے ہیں کہ ان فوائد کو میں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ جہاں تک حرکتوں کا تعلق ہے آپ کے نزدیک یا کسی کے نزدیک وہ وقار کے خلاف ہوں مگر میرے نزدیک تو اگر وقار کا مسئلہ لیا جائے تو اللہ کا ہر دُنیا کی مخلوق سے تعلق ٹوٹ جائے اور اس کی زبان میں بات ہی نہ کرے مگر اپنے گھر میں آپ کرتے ہیں، بادشاہ اپنے بچوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں اگر وہ وقار کے خلاف ہیں تو کیا فرق پڑتا ہے فطرت کے تو مطابق ہے اور جو شخص وقار کے خیال سے اپنی فطرت کو مسخ کرتا ہے وہ مصنوعی وجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عظیم مرتبے کے باوجود فرماتے ہیں۔ "وما انا من المتکلفین" جو کچھ بھی ہوں میں متکلف نہیں ہوں، جو کچھ بھی ہوں جیسا ہوں تمہارے سامنے ہوں پھر ان حرکتوں سے کچھ میرے نقائص بھی سامنے آتے ہوں گے نہیں میں تو بہتی خوش ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف خطبوں کے ذریعے تعارف ہو تو لوگ پتہ نہیں مجھے کیا سمجھ بیٹھیں کیونکہ خطبے میں قرآن کی باتیں احادیث کی باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی باتیں اور ایسے عظیم مضمون ہو رہے ہوتے ہیں کہ مجھے وہ کچھ کا کچھ بنا بیٹھیں۔ جیسے چوغے اتار کے کبھی ان کے سامنے آتا ہوں جس طرح اپنے گھر میں کپڑے کوٹ اتار کر صرف سادہ لباس میں انسان اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہے اس کو وہ اس نظر سے بھی دیکھتے ہیں جو محض انسانی اور بشری نظر ہے تو ان سب امور کے فوائد ہیں اور یہ واقعہ ہے بہرحال کہ کثرت سے ایسے لوگ ہیں جو دُنیا کے کونے کونے سے محض اس لئے ان کلاسوں کے وقت اپنے ٹیلی ویژن آن کر لیتے ہیں کہ خلیفۂ وقت سے ایک اجنبی کا محبت کا ایک رشتہ ہے کہ جو کچھ بھی کہے وہ دیکھنا چاہتا ہے وہ کیا کر رہا ہے بلکہ نہ بھی سمجھے تو بیٹھا رہتا ہے بسا اوقات۔ اس عورت کی طرح کہ جس سے کسی نے پوچھا کہ تم تو بوڑھی ہو یعنی کانوں سے بہری ہو۔ کچھ سمجھ نہیں آئی تو کیا کرتی رہی وہاں بیٹھ کے اس نے کہا ہو ڈھیا بڑا ہے سننا تو کچھ نہیں پر دیکھا بڑا ہے۔ تو محبت کی باتوں میں وہ دلائل کام نہیں آتے کہ یہ سند یافتہ ہے کہ نہیں اور جہاں تک سند یافتہ ہونے کا تعلق ہے یہی تو مضمون چل رہا ہے اس وقت کہ بسا اوقات ایک شخص سند یافتہ نہ بھی ہو وہ براہ راست خدا سے فیض یافتہ ہو یا وہ سیراب ہو رہا ہو بعض معنوں میں تو اس کی تعلیم اور ایک سند یافتہ کی تعلیم میں ایک فرق ضرور ہوتا ہے وہ دل کی گہرائی میں اُتر کر تعلیم دیتا ہے وہ فطرت کے قریب رہ کر دیتا ہے کوئی تصنع نہیں اور اس پہلو سے خواہ اُردو زبان کا معیار ہو نہ ہو تعلیم کی خوبی اس میں ضرور موجود رہتی ہے اور یہ میں نے اس لئے جاری کیا ہے تا چکا ہوں کہ تا کہ سب دوسروں کے لئے نمونہ ہو اور کثرت سے احمدی اس وقت زبانوں کی تعلیم کے ویڈیو تیار کر رہے ہیں اپنی اپنی زبان کی۔ ان سے بھی میں نے کہا ہے کہ وہ دیکھا کریں کہ میں کس طرح کرتا ہوں سو فیصدی اس کی نقل نہیں اُتارنی مگر عمومی انداز ویسا ہی ہو تا کہ جب کوئی جرمن سیکھ رہا ہو تو اس کو اسی بے تکلف

انداز سے ترجمہ سکھائی جائے جس طرح میں کوشش کرتا ہوں کہ اردو سکھائی جائے۔ اسی طرح دوسری زبانیں ہیں تو ان کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ مجھے دیکھ دیکھ کر اس انداز کو اختیار کریں جو میں نے بتایا تھا کہ فطرت کا انداز ہے جس پر مائیں بچوں کو سکھاتی ہیں۔ اور مائیں بچوں کو جب سکھاتی ہیں تو اس سے پہلے ان کو کوئی علم نہیں ہوتا۔ کسی سکول کی تربیت یافتہ نہیں ہوتیں، دنیا جہان کی مائیں خواہ کسی زبان سے تعلق رکھتی ہوں کسی قوم سے تعلق رکھتی ہوں، وحشی قبائل سے تعلق رکھتی ہوں، وہ بھی سکھا دیتی ہیں بلکہ جانور مائیں بھی سکھاتی ہیں۔ بچے بچوں کو سیکھنا اس کا فطری تعلیم سے تعلق ہے۔ تو میں نے جو زبانوں کا مضمون شروع کیا تھا اس کا نقطہ نگاہ یہی تھا کہ خدا نے جو مضمون پاک ذریعے ہمیں سکھایا ہے ہم اس کو اپنائیں اور دائیں بھی منہ بھی ٹیڑھے کرتی ہیں ان کو ہنسانے کیلئے عجیب عجیب شکلیں بھی بناتی ہیں تو اگر کوئی سمجھتا ہے وقار کے خلاف ہے مجھے کوئی بھی پرواہ نہیں۔ میرا وقار ہے ہی کچھ نہیں۔ میرا وقار اگر ہے تو صرف سچا ہو جانا ہے۔ جس حد تک میں سچا ہو سکتا ہوں اسی حد تک میرا وقار ہے، اس سے آگے نہیں ہے اور یہ مجبوریاں ہیں اور اس وجہ سے میں اگر بھی ہو رہے ہیں مگر میں کوئی دعویٰ نہیں کر رہا۔ اس مضمون سے میں ذہن اس طرف چلا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے حضرت محمد رسول اللہ کو جتنا بھی سمجھ عطا فرمایا اس میں سے ہیں کہ وہ تمام تر تعلیمات خواہ وہ دینی تھیں اور یہ واقعہ جہاں تک میری نظر ہے کسی اور نبی کے ساتھ ظہور میں نہیں آیا۔

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مستقیم تھے اور استقامت کا یہ مرتبہ آپؐ کو حاصل نہ ہوتا کہ ہر دوسرے کی مسلسل کوشش کے باوجود اپنی حالت مستقیمہ پر قائم رہتے، اس کی حفاظت کرتا چلا جاتے تو آپ مستقیم کہلا ہی نہیں سکتے تھے

اس لئے امی لقب ہوتا آپؐ کا، آپ کی منفرد صفت ہے۔ اور اس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس فقرے سے ترجمہ میں اشارہ فرما رہے ہیں کہ آپ کا وجود مبارک جو شجرہ طیبہ کی اعلیٰ ترین مثال تھا سب سے اونچی مثال تھا، وہ محض اللہ کے پانی سے سیراب یافتہ ہوا۔ کوئی دنیاوی علوم اس کی عقل کو چمکانے پر اثرانداز نہیں ہوئے۔ تمام دنیاوی علوم سے بے بہرہ رہا یہاں تک کہ لکھنا پڑھنا بھی نہیں آیا اور خدا نے اسے سب دنیا کا معلم بنا دیا۔ پس تعلیم دنیا بھی خدا ہی عطا کرتا ہے اور تعلیم حاصل کرنا بھی اسی توفیق سے ہوتا ہے جس کی فطرت میں خدا نے تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیت رکھ دی ہو۔ پس کلیۃً انحصار اللہ کے فضلوں پر ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اب دیکھیں "ان کا اعتدال کے مناسب حال ظہور میں آیا" جو خدا نے صفات رکھ دی تھیں ان کے عین مطابق وحی نازل ہوئی ہے اور چونکہ صفات ایسی تھیں جو خاص نوعیت کی تھیں اس لئے وحی عالمی ہو گئی اور دوسرے انبیاء اس کے مستحق ہی نہیں تھے کہ ان پر ویسی ہی وحی کی جاتی جیسے محمد رسول اللہ پر فرمائی گئی۔

اب اس کی تفصیل میں بعض انبیاء کے مزاج کے فرق آپ بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں "جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا توریت بھی موسوی فطرت کے مطابق جلالی شریعت نازل ہوئی" وہ حضرت موسیٰؑ کے مزاج کے عین مطابق ہے۔ حضرت موسیٰؑ جس طرح کلام کیا کرتے تھے جو خاص ان کی ادائیں ہیں وہ دل نشیں ہیں اور جلال کا پہلو بھی رکھتی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ سے ویسے ہی کلام فرمایا۔ "حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا" وضع استقامت سے مراد مستقیم ہے ہم کہتے ہیں وہ تو لفظ مستقیم لفظ استقامت ہی سے نکلا ہے۔ استقامت کے بہت سے معانی ہیں یہاں ان اصولوں میں استعمال فرمایا گیا ہے کہ وہ عین مرکز میں واقع ہو۔ نہ اس طرف ادھر کا جھکاؤ ہو نہ اس طرف جھکاؤ ہو۔ اور جو مرکز میں واقع ہو وہی قرار پکڑتی ہے جو مرکز میں واقع نہ ہو وہ چیز قرار نہیں پکڑتی۔

یہ ایکوی لبریم (Equilibrium) کا اصول ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بیان فرما رہے ہیں۔ ہر وہ چیز جو عین اس جگہ واقع نہ ہو جو اس کے اوپر اثر انداز طاقتوں کے درمیان کا محل ہے وہ ہر وقت مائل بہ تبدیلی رہے گی۔ ایک پیالی کو بھی آپ اٹھا کے ذرا سا یوں ٹیڑھا کر کے رکھیں جب تک آپ سہارا دے رکھیں گے وہ اس حالت پر رہے گی مگر اس کا مزاج یہ ہوگا کہ میں ہر وقت واپس لوٹوں اس حالت پر لوٹ جاؤں جہاں مجھے قرار نصیب ہے۔ تو اگر ایک شخص کی فطرت بعینہٖ ان طاقتوں کے مرکز پر واقع ہو جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی تعمیر کی خاطر پیدا فرمائی ہیں تو اس کی کشش اس کو اسی مقام پر ٹھہرائے رکھے گی اور اسی سے استقامت پیدا ہوتی ہے۔ پس کسی ایک مقام پر قرار پکڑ جانا اور قائم رہنا یہ استقامت ہے اور اگر اس کے ساتھ شعور پیدا ہو جائے تو اس استقامت کو بدلنے والی طاقتوں کے مقابلے کی بھی طاقت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔

تو استقامت دو قسم کی ہے ایک طبعی یعنی جیسا کہ ایک چیز EQUILIBRIUM کی حالت میں ہے، وہ ایسی جگہ پڑی ہوئی ہے کہ اس پر کوئی قوت اثر انداز نہیں ہے تو وہ وہیں ٹھہری رہے گی۔ دوسری ہے اسے ہلانے کی کوشش کی جائے، اس کی جگہ بدلنے کی کوشش کی جائے۔ اگر وہ بے جان چیز ہے تو طبعی حالت کے طور پر جو وزن اسے ملا ہوا ہے صرف اسی حد تک وہ دفاع کر سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ مگر اگر جاندار ہے تو وہ اپنا دفاع جانتا ہے۔ ایک بچے کو بھی اگر اس کی مرضی کے خلاف اٹھانے کی کوشش کریں اور وہ اس کی حالت مستقیمہ ہے جہاں مزے سے وہ بیٹھا ہوا ہے تو وہ آگے سے مارے گا، ہاتھ پاؤں جھٹکے گا بعض دفعہ آپ زور کریں گے تو آپ کو ٹانگیں بھی مارے گا۔ لیکن اگر اس میں طاقت نہ ہو تو زبردستی اس کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حالت مستقیمہ فطرت کے اعتدال پر واقع تھی اور ذاتی مزاج میں بھی جب کہ دوسرے انبیاء کے مزاج میں بعض ایک طرف کے رجحان شامل تھے آپ کے مزاج میں اعتدال تھا اس لئے خلق میں نرمی بھی تھی، خلق میں بڑی سختی بھی تھی اور اس کا توازن ایسا تھا کہ اس سے آپ از خود ہٹ نہیں سکتے تھے۔

اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار آپ کو متنبہ فرمایا کہ لوگ تجھے ہٹانے کی کوشش کریں گے اور تو نے پوری قوت سے اس کا

مقابلہ کرنا ہے۔ فرمایا اگر ایک ذرہ بھی تو اس راہ سے ہٹ گیا جس پر تو گامزن ہے اور اللہ کے فضل کے ساتھ گامزن ہے تو پھر تو کہیں کا بھی نہیں رہے گا۔ اب یہ عجیب بات ہے۔ بظاہر لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سختی کر دی ہے۔ ہم سے تو بے شمار غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ محمد رسول اللہ کے متعلق فرمایا ایک ذرہ بھی ایک قدم ایک طرف ہوا تو یہ نہیں فرمایا کہ اس کے مطابق سزا ہوگی فرمایا تو کہیں کا بھی نہیں رہے گا۔ اکھڑ جائے گا، تو گیا۔ یہ دراصل مضمون حالت مستقیمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک چیز کو آپ ہٹانا شروع کریں ایک طرف ایک مقام ایسا آئے گا کہ ایک ذرہ بھی ادھر ہوا تو وہ گر کے اپنے وجود کو ضائع کر دے گا۔ تو ایک لغزش چھوٹی سی شروع ہوتی ہے اگر حالت مستقیمہ سے تعلق رکھتی ہو تو پھر اس حالت پر نہ صرف یہ کہ قرار نہیں رہ سکتا بلکہ اس سے گر کر وہ پھر تنزل کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور گرتا چلا جاتا ہے۔

پس انبیاء کو جو خدا تعالیٰ حالت مستقیمہ عطا فرماتا ہے، جس تعلیم پر ان کا اعتدال ٹھہرتا ہے اس سے ایک ذرہ بھی اگر وہ حرکت کر کے الگ ہوں تو ان کے گرنے اور تنزل کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ یہ مراد ہے کہ تو سب ہر حالت میں ہر مقابل کی کوششوں کو رد کرتے ہوئے، ہر دشمن کی تمام تر جد و جہد جو تیرے پیغام اور مسلک سے تجھے ہٹانے کی کی جائے گی کلیتہً رد کرتے ہوئے اس حالت کو قائم رکھنا ہے۔ ہمیشہ رہنا ہے اس سے ذرا انحراف نہیں کرنا اور اسی سے امت مستقیم ہوگی۔ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مستقیم نہ رہتے اور استقامت کا یہ مرتبہ آپ کو حاصل نہ ہوتا کہ ہر دوسرے کی معاندانہ کوشش کے باوجود اپنی حالت مستقیمہ پر قائم رہتے، اس کی حفاظت کرتا جاتے تو امت مستقیمہ کہلا ہی نہیں سکتی تھی۔ پس یہ صراط مستقیم محمد رسول اللہ کی فیض یافتہ ہے۔ آپ نے صراط مستقیم پر قدم رکھا ہے تو پھر ہمیں توفیق ملی ہے ورنہ اس کا کوئی وجود ہی ہمارے لئے نہ ہوتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے "انعمت" کہہ کر فرمایا کہ اس صراط کو کہیں اپنی کمائی نہ سمجھ بیٹھنا۔ تم یہ دعا مانگو کہ جن پر خدا نے انعام کیا تھا انہوں نے جو راہ بنائی ہے یعنی ان کے قدموں کے نشان سے جو راہ تمہاری رہنمائی کر رہا ہے ان کے پیچھے چلو گے تو مستقیمہ حالت میں رہو گے۔ جب ان کے قدموں سے انحراف کیا تمہاری حالت مستقیمہ ختم ہو جائے گی۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اعتدالات کا نام، ان کے صفات کے مناسب ظہور کا نام، صلاحیت محمدیہ ہے۔ جسے آپ صفت مستقیمہ بھی قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں "مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مزاج بنایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا"۔ آپ کا مزاج ہی ایسا تھا جہاں الٰہی تعلیمات انسان کو لے جانا چاہتی تھیں۔ اور از خود فطرتاً وہاں تھے۔ یعنی اپنی طبیعت پہ زور ڈال کر اس کے مخالف چل کر آپ نے الٰہی تعلیمات سے اخلاق نہیں سیکھے بلکہ آپ کی فطرت سے وہی اخلاق پھوٹ رہے تھے جو انسان کو سکھانا خدا کا مقصود تھا۔ اور اس لئے تھا کہ فطرت صافی چشمہ صافی سے پروردہ تھی، اس لئے آپ کو زور لگا کر سچ نہیں بولنا پڑا اور اس سے بھی حالت مستقیمہ پر ایک روشنی پڑتی ہے۔ ایک شخص جس کو سچ سے طبعی تعلق نہ ہو جھوٹ بولنے کا مادہ رکھتا ہو وہ جب سچ بولتا ہے تو زور لگا کر اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر مقابل کا تقاضا بڑھ جائے تو وہ زور کام نہیں آتا اور انسان سچائی کے تقاضوں کو جھوٹ کی قربان گاہ پر نثار کر دیتا ہے۔ یہ خطرہ اس کو لاحق رہتا ہے۔ پس جسے خطرہ لاحق رہے اس کے متعلق یہ بھی تو احتمال ہے کہ کہیں وہ ٹھوکر کھا جائے گا۔

پس فطرت محمدیہ کو اندرونی کوئی بھی خطرہ نہیں تھا، کوئی بھی مزاج کا خطرہ نہیں تھا۔ اتنا مستحکم تھی ان صفات حسنہ پر کہ مزاج کا خطرہ نہیں تھا۔ جہاں مزاج کی طرف سے خطرہ نہیں تھا بیرونی خطرے تھے۔ ان کے متعلق ایک تو اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی کہ خوب ہوشیار رہ کر بیدار نظر کے ساتھ دیکھو کہ کوئی تجھے اپنے مسلک سے ہٹا تو نہیں رہا اور نہیں ٹلنا اور پھر "واللہ یعصمک من الناس" اس میں یہ مضمون بھی ہے۔ صرف بڑی حفاظت نہیں ہے۔ فرمایا فکر نہ کر تو عزم لیکر اٹھ کھڑا ہو اللہ وعدہ کرتا ہے کہ تجھے دشمنوں کی کوششوں سے بچاتا رہے گا اور اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ پس یہ ہے وہ شریعت جو آنحضرت ﷺ کی وضع استقامت پر واقع ہونے سے تعلق رکھتی ہے اس کے مناسب حال وحی ہونی چاہئے تھی۔ ورنہ ذات باری تعالیٰ فصیح و بلیغ نہ رہتا کیونکہ محل کا تقاضا اور ہوتا اور شعرا کچھ اس سے اور معاملہ کرتا جو اس کے عدل کے بھی خلاف تھا۔ اور خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ایک فصاحت و بلاغت کی جلاء ہے جس سے دنیا کی فصاحت و بلاغت نے حصہ پاتی ہے اس کے خلاف ہوتا اگر وحی اس کے عین مطابق نہ ہوتی۔

پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقع کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع رشد و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے"۔

> **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایک پہلو سے سراج قرار دے دیا کہ دنیا میں ساری کائنات میں اب کوئی شخص روشن نہیں ہوگا جب تک اس سورج سے فیض یافتہ نہ ہو**

اب یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اس سے روشن ہوا ہے تو بتا رہے ہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے، حضرت مسیح موعودؑ ہمیں یہ سمجھا رہے ہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ وحی الٰہی از خود محمد رسول اللہ سے پھوٹی ہے۔ فرمایا اول تو وہ تیل فیض یافتہ ہے اس پانی کا جو شفق کل کا پانی تھا جس سے وہ سیراب ہوا۔ دوسرے یہ کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس تیل سے پھوٹی ہے کہ یہ تیل اس بات کا متقاضی تھا کہ عین اس کی شان کے مطابق وحی نازل ہو گویا اس تیل سے وہ ظاہر ہوئی۔ یہ گویا کہ ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام توجہ دلاتے ہیں۔ "اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے نہ غربی ہے یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے"۔ یہ مطلب ہے اس تیل سے اس نور کے پھوٹنے کا۔

"جس میں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی۔ بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے"۔

یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تیل جو روشن ہوا ہے آگے جو مضمون بیان ہوا ہے اس کا تعلق اس آیت کے اس حصے سے ہے کہ "لولم تمسسہ نار" یعنی یہ نور، یہ تیل تو ایسا شفاف تھا کہ

از خود روشن ہو کر بھڑک اُٹھنے پر تیار بیٹھا تھا۔ اگر آسمان سے شعلہ نور نہ بھی نازل ہوتا تو یہ تیار تھا۔ پس جب شعلہ نور نازل ہوا تو نور علیٰ نور یہ فطری صفات اس نور سے چمک اٹھیں اور جس طرح لیزر PHENOMENON ہوتا ہے کہ ایک لہر کے مطابق دوسری لہر باہر سے آتی ہے تو کئی گنا اس کے اندر جلاء پیدا ہو جاتی ہے اور طاقت بڑھ جاتی ہے اور اگر بعینہٖ اس کے مطابق نہ ہو تو مخالف جو امواج ہیں یعنی WAVES وہ آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر یعنی مخالف امواج اور کسی معاملے کے موافق امواج ساری طاقت کو کم کر دیتی ہیں اور بعض دفعہ کلیۃً زائل بھی کر دیتی ہیں۔

اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص جس کو سچی خوابیں بھی آتی ہیں اگر اس کا نور فطرت پوری طرح روشن نہ ہو تو بعض دفعہ وہ خوابیں اس کو بچانے کے بجائے اس کی ہلاکت کا موجب بھی بن جاتی ہیں۔ اس کے اندر نفسانیت کا اندھیرا ہوتا ہے۔ ان خوابوں کے ذریعے وہ بجائے اس کے کہ اور زیادہ عجز اختیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وحی کے نزول کے آغاز میں عجز کا مظاہرہ فرمایا اور تمام تر زندگی کے سفر میں عاجز بندے بنے رہے۔ وہ اس نور کی وجہ سے تھے جو آپ کی ذات میں تھا۔ اور اس نور میں اعتدال تھا۔ یہاں اعتدال کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے مقابل پر اپنی حیثیت کو ایک لمحہ بھی نظر انداز نہیں فرمایا اور اس کے مقابل پر اس کی عظمت کو دیکھ کر اپنا انتہائی بے بس اور خالی ہاتھ ہونا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی میں آپ کے ہر فعل پر اثر انداز ہوا ہے۔ کامل عجز جس کے نتیجے میں خدا کے نور کو یہ موقع ملا کہ جہاں آپ نے اپنے آپ کو مٹایا وہاں اس نور نے جگہ لے لی اور سارا سینہ اللہ کے نور کے لئے خالی کر دیا۔ اپنا نور اس میں باقی نہیں رکھا۔ یہ بھی ایک نور بصیرت ہے، نور فطرت جو تقاضا کرتا ہے کہ وہ عجز دکھائے تو آسمان سے نور اس پر اُترے اور اس کی کمی کو پورا کرے۔ اور جو کمزور ہوتے ہیں ان کے اندر چونکہ نور نہیں ہوتا اس لئے اگر نور نازل بھی ہو تو بسا اوقات نور اندھیرے پیدا کر کے چلا جاتا ہے اور ان کو فائدہ نہیں دیتا۔ اب یہ بھی کوئی پوچھ سکتا ہے نور سے اندھیرے کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم ایسی مثالیں دیتے ہیں جو بعض لوگوں کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں، بعض لوگوں کی بیماریوں کو اور بڑھا دیتی ہیں۔ تو نور تو در اصل حقائق کی اصل تصویر کو ظاہر کرتا ہے۔ پس وہ نازل ہونے والا نور جو ان لوگوں پر اُترتا ہے یا ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ اس طرح کا نور نہیں ہے جو مہبط ہوا ہے انعام کے طور پر۔ یہاں نور سے مراد یہ ہے کہ ان کی حقیقت ظاہر کرنے والا نور ہے۔ قرآن کریم کی وحی نازل ہوتی ہے بعضوں کے اوپر ابتلاء لے آتی ہے "فزادهم الله مرضا" وہ مرض میں بڑھنے لگ جاتے ہیں اور بعضوں کی پاک صفات کو اس طرح اُجاگر کرتی ہے کہ جو لوگوں کی نظر سے غائب تھیں ان کو بھی دکھائی دینے لگتی ہیں اور ان کو مزید روشنی عطا کر دیتی ہے۔

> دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نور فرما دیا یہ بتانے کے لئے کہ اللہ کے تعلق سے آپ نور ہیں اور بنی نوع انسان کے تعلق سے سراج ہیں۔

پس یہ نور علیٰ نور کا جو منظر قرآن کریم نے کھینچا ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مضمون کھولا ہے کہ اللہ کی وحی کے بغیر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کی محتاجی کے بغیر ہی سارے عالم کی ہدایت کا سامان کرتے، یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس آخری مرتبہ کمال تک پہنچ چکا تھا گویا وہ بھڑک اُٹھنے کے لئے خود تیار ہے اور دوسرا معنی اس کا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر، میں ایک فرضِ محال کے طور پر بات کر رہا ہوں یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ آپ پر وحی نازل نہ ہوتی مگر نہ بھی نازل ہوتی تو دنیا کی جس موضوع پر بھی سیادت فرماتے، جس انسانی دلچسپی کے دائرے میں بھی آپ قیادت ہاتھ میں لیتے وہ بالکل صاف اور پاک اور شفاف قیادت ہوتی۔ یہی مضمون ہے جو غیر شعوری طور پر کارلائل سمجھ گیا۔ یعنی قرآن کریم کی ان باتوں پر تو اس کی نظر نہیں تھی مگر اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کو اس طرح چمکتے دیکھا کہ یہ راز وہ سمجھ گیا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جہاں بھی جاتا وہاں بھی اسی طرح چمک اُٹھتا جس طرح مذہب میں چمکا ہے۔ پس HERO AND HERO WORSHIP اس کی کتاب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایک ایسے ہیرو کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ اگر وہ جرنیل ہوتا تو دُنیا میں جرنیلوں میں کوئی ایسا نہیں تھا جو اس کا مقابلہ کر سکتا۔ اگر وہ سیاست دان بن کر اُٹھتا تو دُنیا کے تمام سیاست دانوں کو مات کر دیتا۔ اگر وہ طبیب بن کر اُٹھتا تو تمام دُنیا کے طبیبوں کو اس کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنے پڑتے، وہ اس سے سیکھتے۔ ان الفاظ میں تو نہیں مگر بالکل اسی مضمون کو کارلائل نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ضمن میں اُٹھایا ہے اور کہا ہے یہ چونکہ مذہب کی دُنیا میں نکلا ہے اس لئے تمام دوسرے انبیاء سے آگے بڑھ گیا اور ان کا سردار ہو گیا کیونکہ اس کی فطرت میں سرداری تھی یہ بغیر سردار بنے رہ ہی نہیں سکتا تھا۔

یہ وہ مضمون ہے جس کو قرآن کریم فرماتا ہے کہ اگر آسمان سے شعلہ نور نہ بھی نازل ہوتا تو اپنے دُنیا کے تمام تعلقات میں اس نے نور ہی رہنا تھا اور سیادت کے لئے کامل ہو چکا تھا۔ پس اب اگر یہ امر محال ہے پھر میں بتا رہا ہوں، کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر یہ وحی نازل نہ ہوتی تو دُنیاوی اُمور میں عرب کی جیسی سیادت آپ فرما سکتے تھے اس کی دُنیا کی سیادتوں میں کوئی دوسری مثال نہ ہوتی مگر آپ نے تو اپنے آپ کو کلیۃً خدا کے تابع فرما دیا تھا۔ اپنی صلاحیتوں کو اس کے حضور پیش کر دیا تھا اس لئے آپ پر وہ شعلہ نور اُترا ہے جس نے آپ کو نور علیٰ نور کر دیا۔

اس کی دوسری توجیہہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرماتے ہیں کہ در اصل کوئی بھی نور جو آسمان سے اُترتا ہے جب تک اندرونی نور موجود نہ ہو اس نور سے کوئی تعلق قائم بھی نہیں کر سکتا اور فائدہ بھی نہیں اُٹھا سکتا۔ آپ نے فرمایا روشنی ہے۔ اب دیواریں تو روشنی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ جانور جو اندھے ہوں یا انسان جو اندھے ہوں لاکھ روشنی ہو وہ اس سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ ارتعاش پایا جاتا ہے ساری کائنات میں جس کو ہم مکمل خاموشی کہتے ہیں اس کا کوئی وجود نہیں مگر اس ارتعاش کو سُننے کے کان ہوں تو سنتے ہیں۔ اور اسی طرح چکھنے کے لئے اندرونی نور موجود ہو تو انسان چکھتا ہے۔ خوشبو کے لئے اندرونی نور موجود ہو تو سونگھتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو کچھ پتہ نہیں لگتا یہ خوشبو ہے کہ بدبو ہے۔ میں تو ہومیو پیتھک علاج کرتا ہوں

میرے سامنے تو بارہا ایسے آتے ہیں کہ کبھی کھانے کا مزہ اٹھ گیا، کچھ نہیں۔ جو مرضی کھائیں وہ لگتا ہے مٹی کھا رہے ہیں۔ جب خوشبو ہی نہیں آتی تو ہم کیا کریں۔ نہ بدبو نہ خوشبو۔ تو ایک چھوٹی سی خدا کی رحمانیت کی صفت کا جلوہ اٹھتا ہے تو انسان کیسی بے کار چیز رہ جاتا ہے، مٹی کا مٹی رہ جاتا ہے۔

> **جس نے کبھی یہ نور پانا ہے یعنی نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہ آج محتاج ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھ سے محمدؐ کا نور دیکھے۔**

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو وہ اندرونی نور اس شان کے عطا ہوئے تھے کہ گویا از خود دیکھنے پر تیار بیٹھے تھے۔ ان پر جب آسمان سے نور اترا ہے تو نورٌ علیٰ نور، سبحان اللہ کیسا نور اٹھا ہے کہ ساری دنیا کو منور کر جاتا ہے۔ اور ہر صفت نور کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب سے بڑھ کر چمکے ہیں۔ یہاں تک تو قرآن کریم ایک پہلو سے آپ کو سراجاً منیراً کہہ دیتا ہے۔ گویا کہ ہر وہ شخص جو نور پاتا ہے محمدؐ رسول اللہ کے نور سے فیض یافتہ ہے اور جو اس سراج سے نور یافتہ نہیں وہ اندھیرا ہے۔ اور دوسرے مقام پر جیسا کہ اس مقام پر ہے آپ کو نور قرار دے رہا ہے۔ تو یہ بھی ایک مسئلہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ اگر آپ "سراجاً منیراً" ہیں تو سراج اور نور میں تو فرق ہے۔ سراج تو اس چراغ کو کہتے ہیں جو خود روشن ہو اور جب وہ کسی چیز پر پڑتا ہے جو روشن نہ ہو تو وہاں جو روشنی دکھائی دیتی ہے اس کو نور کہتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے سورج کو "ضیاء" قرار دیا اور چاند کو "نور"۔ ضیاء سراج سے تعلق رکھنے والی روشنی ہے جو اس کی ذات سے اٹھتی ہے اور نور اس روشنی کا نام ہے جو کسی پر پڑتی ہے تو اس کے پرتو سے وہ روشن ہو جاتی ہے۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ایک پہلو سے سراج قرار دے دیا کہ دنیا میں ساری کائنات میں اب کوئی شخص روشن نہیں ہو گا جب تک اس سورج سے فیض یافتہ نہ ہو۔ اور وہ نور یافتہ ہو گا وہ سراج نہیں بن سکتا۔ اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نور فرما دیا یہ بتانے کے لئے کہ اللہ کے تعلق سے آپ نور ہیں اور بنی نوع انسان کے تعلق سے سراج ہیں۔ جو کچھ آپ کی ذات میں جلوہ گر ہے وہ اللہ کا نور ہے اور اس وجہ سے آپ سراج بن کر اٹھے ہیں مگر سراج ہیں بنی نوع انسان کے لئے۔ پس یہ دو تعلق کے رخ الگ الگ ہونے کی وجہ سے یہ نام بدل گئے۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سراج کا لفظ کہیں نہیں آتا۔ نور کا ذکر ہی چلتا ہے صرف۔ اس لئے کہ محمدؐ رسول اللہ کا نور آپ کی ذات میں اس طرح چمکا ہے جیسے چودھویں کا چاند سورج سے چمک اٹھتا ہے اور اس کا ہر گوشہ روشن ہو جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ضیاء کا لفظ اور سراج کا لفظ استعمال کرنا غیر حقیقی بات ہے۔ جائز نہیں کہ آپ کو سراج کہا جائے کیونکہ آپ سراج نہیں تھے۔ آپ قمر تھے اور قمر کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو نور بنایا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جن معنوں میں خدا کے حضور نور تھے، خدا تو نہیں تھے مگر اس کے نور کو منعکس کرنے والے تھے۔ انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، محمدؐ رسول اللہ تو نہیں مگر محمدؐ رسول اللہ کے نور کو منعکس کرنے والے وجود تھے اور اس دور میں اس کمال صفائی کے ساتھ کہ اپنے وجود کو مٹا کر کلیۃً محمدؐ رسول اللہ کے نور کے منعکس ہو گئے، حضرت مسیح موعودؑ کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے۔ پس جس نے کبھی یہ نور پانا ہے یعنی نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہ آج محتاج ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھ سے محمدؐ کا نور دیکھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کان سے محمدؐ رسول اللہ کا کلام سنے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے احساسات کے ساتھ محمدؐ رسول اللہ کے احساسات سے فیض یافتہ ہو۔ یہ جو وسیلہ ہے یہ وسیلہ دوری پیدا کرنے کے لئے نہیں بلکہ اتصال کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ورنہ محمدؐ رسول اللہ کو خدا نے وسیلہ کیوں کر دیا۔ کیوں براہ راست ہر ایک سے تعلق نہ جوڑ لیا۔ کیا محمدؐ رسول اللہ کا وسیلہ ہونا بندے اور خدا کے درمیان ایک تیسرے کا دخل ہے۔ ہرگز نہیں۔ وسیلہ کہتے ہیں جو اگر نہ ہو تو اس نور سے تعلق ہی نہ جڑے۔ اور اگر تعلق خام ہے تو تام ہو جائے۔ تھوڑا ہے تو بڑھ جائے۔ پس چاند کی ضرورت اس وقت درپیش ہوتی ہے جب براہ راست سورج دکھائی نہ دے رہا ہو اور اس مماثلت کا یہاں اطلاق ہوتا ہے۔

یہ وہ دور آگیا ہے جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اپنی پیشگوئیوں کے مطابق گویا زمین سے ایمان اٹھ کر ثریا پر چلا گیا۔ جب مکمل تاریکی چھا گئی اس وقت کوئی چہرہ ایسا ہونا چاہئے تھا جو دنیا کی اس سطح سے بلند ہو کر اپنے سورج کو دیکھے اور اس سے وہ نور پائے جو سب میں پھر تقسیم کر دے۔ یہ جو صفت ہے اپنی ذات کو مٹا کر اور دنیا کے ماحول سے بلند تر ہو کر ایک انفرادیت اختیار کرتے ہوئے وہ سورج دیکھنے لگے جو دنیا کو دکھائی نہ دے اور اس کی روشنی کو پھر کمال صفائی اور وفا کے ساتھ اس دنیا کو دے جو نور کے نہ ہونے کی وجہ سے اندھی ہو چکی ہو۔ اس کو اگر کوئی کہے کہ بیچ میں ڈالا جا رہا ہے تو اس سے بڑا بیوقوف کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر بیچ کی بات ہے تو محمدؐ رسول اللہ کو اپنے اور خدا کے درمیان سے نکال کے تو دیکھو تم کیسے کیسے اندھیروں میں بھٹک جاؤ گے۔ پس یہ شرک نہیں ہے، یہ توحید بلکہ خالص توحید بلکہ اعلیٰ درجے کی توحید کا مظہر مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اور اس کا تعلق نور سے ہے۔ لیکن اس کے متعلق اور بھی باتیں ہیں جو ان شاء اللہ پھر آئندہ خطبات میں پیش کروں گا۔

درخواست ہائے دُعا

- مکرم فیض احمد صاحب نے پٹنہ میں نیا کاروبار شروع کیا ہے احباب جماعت سے کاروبار میں ترقی نیز خاندان کی صحت و سلامتی دینی و دنیاوی ترقیات اور خانگی پریشانیوں کے ازالہ کیلئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔ موصوف نے اعانت بدر میں ۵۰/- روپے ادا کئے ہیں (ادارہ بدر)
- خاکسار کی خالہ ساس مکرمہ شمیمہ فاطمہ صاحبہ آف جمشید پور ٹاٹا کے اچانک گرنے سے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے شفائے کاملہ کے لئے نیز پریشانیوں کے ازالہ کیلئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ (سید فضل باری مبلغ سلسلہ)

دُعائے مغفرت:- میرے چھوٹے بھائی مکرم محمد طفیل صاحب لاٹمپلیوری وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ احباب سے بھائی مرحوم کی بخشش اور بلندیٔ درجات کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ مرحوم کے دو لڑکوں کی شادیاں ہونے والی ہیں۔ خدا تعالیٰ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور خود کفیل ہو۔ آمین۔ (خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان)

اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر محمود ہال لندن میں ایک تاریخ ساز تقریب

مکرم بشیر الدین سامی صاحب، نمائندہ الفضل لندن

مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۹۵ء بروز اتوار مسجد فضل لندن سے ملحقہ محمود ہال میں، اقوام متحدہ کی پچاسویں سالانہ تقریبات کے سلسلہ میں ایمنسٹی انٹرنیشنل اور یونائیٹڈ نیشنز ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام ایک تاریخ ساز تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں دوسو کے قریب مختلف مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس تقریب کے لئے جماعت احمدیہ برطانیہ کو مہمانی کا شرف حاصل ہوا۔

مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت کی صدارت میں اس تقریب کا آغاز مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ مکرم امیر صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایمنسٹی انٹرنیشنل کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جماعت احمدیہ کو اس تقریب کے منعقد کرنے کا موقع فراہم کیا۔

مکرم امیر صاحب نے مسجد فضل لندن کی تاریخ کے حوالے سے بتایا کہ ۱۹۲۴ء میں انگلستان میں ہونے والی ویمبلے کانفرنس جس میں مذاہب عالم کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ اس موقع پر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے جہاں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی نمائندگی میں شرکت فرمائی وہاں اس مسجد کی بنیاد بھی رکھی۔ جب سے یہ مسجد مختلف مذاہب کے مابین رواداری کو ابھارنے کے لئے اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

جولائی ۱۹۳۵ء میں کراؤن پرنس فیصل جو بعد میں سعودی عرب کے بادشاہ بنے انہوں نے یہاں ایک تقریب میں شرکت فرمائی اور خراج تحسین پیش کیا۔ اس سے قبل ۱۹۳۳ء میں پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کا بھی اس مسجد سے گہرا تعلق رہا۔ اسی جگہ انہوں نے ہندوستان واپس جاتے ہوئے تحریک پاکستان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے پروگرام کا اعلان فرمایا۔ حیرت کی بات ہے کہ آج اسی پاکستان میں احمدیوں کو اپنے عقائد کے اظہار اور اس پر عمل کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی انہیں خود کو مسلمان کہلانے کا حق ہے۔

جہاں تک حقوق انسانی کا تعلق ہے جماعت احمدیہ بنیادی طور پر اسے اپنے ایمان کا ایک حصہ سمجھتی ہے۔ مکرم امیر صاحب نے وضاحت فرمائی کہ مذہبی رواداری اور اپنائیت کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے عقائد کو بدل دیں بلکہ جو اخلاقی قدریں تمام مذاہب میں یکساں ہیں، اس کی طرف قرآن کریم ہدایت دیتا ہے کہ قدر مشترک کی طرف اکٹھے ہو جاؤ۔ آج کی یہ تقریب بھی اسی مقصد عظیم کے تحت ہے اور ہم بفضلہ تعالیٰ اس مقصد عظیم سے دل وجان سے وابستہ ہیں۔ مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد جناب رے ولکنسن، پبلک ریلیشن آفیسر برائے یو این کمیشن برائے مہاجرین نے اپنے خطاب سے پہلے جناب بطرس غالی، سکرٹری جنرل اقوام متحدہ کا ایک خاص پیغام پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے لندن مسجد میں منعقد ہونے والی اس تقریب سے متعلق اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔ انہوں نے منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ اقوام متحدہ نہ صرف شخصی حقوق کے لئے بھی جدوجہد کر رہی ہے۔ قاعدے قوانین آج محض ڈھکوسلے بن کر رہ گئے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایسے اقدام سے کام لیا جائے کہ یقین ہو سکے کہ ان قواعد وضوابط کا احترام کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم عالمی سطح پر انسانی حقوق کی طرف مسلسل کوشش کر رہے ہیں اور زور دے رہے ہیں۔

جمہوریت کے قیام پر زور دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ یہی ایک ذریعہ ہے جو انفرادی اور اجتماعی حقوق کو بحال رکھ سکے اسی سے حکومتوں اور مختلف طبقات میں یکسانیت اور یکجہتی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جمہوریت ہمارا مشترکہ اثاثہ ہے۔ اسے عالمی وسعت حاصل ہے۔ حقوق انسانی ہمارا مقصد حقیقی ہے جس کے لئے ہم نے اجتماعی طور پر مل جل کر انتھک کام کرنا ہے۔

جناب بطرس غالی کے اس پیغام کے بعد جناب ولکنسن نے دنیا بھر کے مظلوم انسانوں کے دکھوں پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت دنیا بھر میں ۵۰ کروڑ مظلوم انسان بے یار ومددگار زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ تعداد برطانیہ کی آبادی کے لگ بھگ ہے۔ دکھ کی بات یہ بھی ہے کہ اس تعداد میں ۷۵٪ تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے جنہیں پے در پے جبر وتشدد اور ہوس کا نشانہ بنایا گیا ان کے دکھوں کی جو بھی تصویر بنائی جائے وہ ادھوری ہوگی۔ ان مہاجرین کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

افریقہ کے شکستہ عدالتی نظام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایسے عدالتی نظام کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ روانڈہ کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اس پر جو بے دریغ رقوم خرچ کی گئی ہیں اگر اس کا ایک حصہ بھی مخصوص کیا جا سکتا تو اس سے کروڑہا انسانوں کو ظلم واستبداد اور موت کے منہ سے بچایا جا سکتا تھا۔

اس خطاب کے بعد احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے بچوں نے کورس کے رنگ میں عربی قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

جناب نک ہارڈوک جو ریفیوجی کونسل کے ڈائریکٹر ہیں انہوں نے بتایا کہ دنیا میں اس وقت مہاجرین کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے جبکہ ۵۰ کروڑ انسان اپنے ہی ملکوں میں اپنے ہی شہریوں کے ہاتھوں ایذا پذیر ہیں۔ اس مسئلہ کے حل میں بہت سے تنازع پائے جاتے ہیں جیسا کہ اس ملک میں سیاسی پناہ گزینوں کی مراعات ختم کی جا رہی ہیں ایسی صورت میں وہ کس طرح گذر اوقات کر سکیں گے اور زندہ رہ سکیں گے۔

اس کے بعد محترم مظفر کلارک صاحب ریجنل امیر جماعت احمدیہ برمنگھم نے تفصیل سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع سے اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے نصیحت فرمائی تھی کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ سب برابر ہیں۔ کوئی قوم دوسری قوم پر فضیلت نہیں رکھتی۔ نائیجیریا سے مس ورائی اولا نے انسانی حقوق کی پامالی کے ذکر میں اپنے والد چیف ابی اولا پر توڑے گئے مظالم کی داستان پیش کی۔

بوسنیا سے محترمہ خیر خبہ ایڈوک نے بوسنیا میں ہونے والے مظالم کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان سب مظالم کا نقشہ کھینچیں تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

آخر میں ڈائریکٹر آف ایمنسٹی انٹرنیشنل جناب ڈیوڈ بل نے جملہ کارروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ سب باتیں ہمارے جذبات کو جھنجوڑنے والی تھیں۔ سب مہمان شکریہ کے مستحق ہیں۔ خاص طور پر میزبان جماعت احمدیہ برطانیہ جس نے مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

انہوں نے فرمایا کہ حقوق انسانی کے دن کو اس لحاظ سے خاصی اہمیت حاصل ہے کہ یہ اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ کی تقریبات کا ایک حصہ ہے اس تعلق میں یہ بعض ممالک میں پہنچنے والی ایذا رسانیوں اور ناانصافیوں کو اجاگر کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس وقت ۱۸۵ ممالک میں سے ۱۴۰ ممالک اپنے ہی لوگوں کو ایذا کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ ۷۰ ممالک میں انسانوں کو "ضمیر کے قیدی" بنایا گیا ہے۔ انسانی حقوق کی اس پامالی پر ہمیں جذبات سے ہٹ کر اپنی توجہ کو زیادتیوں کے قلع قمع کی طرف مرکوز رکھنا چاہیئے جناب ڈیوڈ نے بتایا کہ جہاں تک اس ملک کا تعلق ہے برطانیہ اقوام متحدہ کے بانی ممالک میں سے ہے یہی ملک ۱۹۹۱ء کے معاہدوں کے برعکس ایسے قوانین مرتب کر رہا ہے جس کے تحت سیاسی پناہ گزین حفاظت سے محروم ہو جائیں گے۔

انہوں نے اپنے خطاب کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر ختم کیا جس میں فرمایا گیا تھا کہ کسی انسان کو کسی انسان پر فوقیت اور برتری حاصل نہیں۔ نہ کالے کو گورے پر نہ گورے کو کالے پر۔ نہ عربی کو غیر عربی پر۔ نہ غیر عربی کو عربی پر۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اس پیغام کو ایسی طاقتوں کے پاس پہنچائیں جو مصیبت زدوں کی مدد کے اہل ہیں۔

اس تقریب کی کارروائی مکرم امیر صاحب کے شکریہ پر ختم ہوئی۔ بعد میں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

(منقول از الفضل انٹرنیشنل ۲۶؍جنوری ۱۹۹۶ء)

-☆-

قسط نمبر ۲

جماعت احمدیہ کے ایک بزرگ صوفی

از مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

اس کے بعد مولوی صاحب نے وہ مرسلہ رسائل جو حضور اقدس نے قادیان سے میرے نام ارسال فرمائے تھے پڑھنا شروع کر دئے۔ ان رسائل کے مطالعہ سے مولوی صاحب کو تو اس وقت فائدہ ہوا یا نہیں مگر مجھے ان کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوا جیسے میں ایک تاریک دنیا سے نکل کر روشنی کے عالم میں آگیا ہوں۔

میں نے یہ طویل اقتباس خود حضرت مولانا راجیکی صاحب کے الفاظ مبارک میں درج کیا ہے تاکہ احمدیت کے متعلق ان کے انشراح صدر کی حقیقت آشکار ہو سکے۔ اس اقتباس سے دو باتیں مترشح ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت اقدس کے عشق رسول نے ان کے دل کو مسخر کیا اور دوسرے یہ کہ آسمان و زمین کی گواہی ان کے لئے قبول حق کا ذریعہ بن گئی۔ یہ دونوں باتیں صرف اس شخص پر فوری اثر کر سکتی تھیں جو خود صاحب حال ہو اور ایسی گواہیوں کی حقیقت کو سمجھتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جس بات نے حضرت مولانا راجیکی صاحب کی تسلی کر دی وہی بات اس وقت مولوی امام الدین کو قبول حق پر آمادہ نہ کر سکی۔ مولوی صاحب موصوف کو قبول حق میں مزید دو سال لگے۔ مولانا راجیکی صاحب اگرچہ بیعت کر چکے تھے مگر آپ نے دو سال تک اپنے ساتھی کے قبول حق کا انتظار کھینچا اور پھر دونوں دوست دستی بیعت کے لئے قادیان گئے۔ قبول حق کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر تبلیغ احمدیت کا بے پناہ جوش بھر دیا۔ آپ شب و روز اور دیوانہ وار اپنوں اور بیگانوں کی محفلوں میں جاتے اور انہیں امام الزمان کے آنے کی مبارکباد دیتے اور احمدیت کا پیغام پہنچاتے۔ اس وقت حضرت مولوی صاحب کی عمر اٹھارہ یا انیس برس کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو نور انہیں دیا تھا وہ اسے دیوانہ وار دوسروں میں پھیلانا چاہتے تھے۔ مگر ان کے اردگرد رہنے والے لوگ اس نور کو قبول کرنے پر تیار نہیں تھے۔ ان پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور یہ کہا گیا کہ اس لڑکے نے ایک ایسے خاندان کو بٹہ لگایا ہے جس میں پشت ہا پشت سے ولی پیدا ہوتے رہے ہیں اور جس کی بعض خواتین بھی صاحبہ کرامات و کشوف گزری ہیں۔ حضرت مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس فتویٰ تکفیر کے بعد مجھے لا الٰہ الا اللہ کی نفی اثبات توحید کا وہ سبق جو ہزار ہا مجاہدات اور ریاضتوں سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا ان علماء کی تشویش کاری اور تہمت طرازوں کی بے اعتنائی نے پڑھا دیا۔ اور جو غیر اللہ خصوصیت سے علماء اور جہلاء کی طرح لوگوں کے وہم و گمان میں تھا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد بیعت کے توسط سے اپنی یقینی تجلیات کے ساتھ مجھ فدوی حقیر پر ظاہر ہوا۔ چنانچہ اس ابتدائی زمانہ میں جب کہ علماء سوء گاؤں گاؤں میری کم علمی اور کفر کا چرچا کر رہے تھے مجھے میرے خدا نے الہام کے ذریعہ سے بشارت دی "مولوی غلام رسول جوان صالح کراماتی"۔

چنانچہ اس الہام الٰہی کے بعد جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑے بڑے مولویوں کے ساتھ مباحثات میں نمایاں فتح دی ہے وہاں میرے ذریعہ سیدنا حضرت امام الزمان علیہ السلام کی برکت سے اقتداری اور تبشیری کرامتوں کا اظہار بھی فرمایا ہے جس کا ایک زمانہ گواہ ہے۔"

حضرت مولانا راجیکی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوت قدسیہ بھی ودیعت فرمائی کہ ان کا وجود مبارک مجسم برکت بن گیا اور لوگ دور دور سے ان کے پاس دعاؤں کی غرض سے آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قبولیت دعا کا معجزہ بھی عطا کیا ہوا تھا۔ یہ تو ہمارے اپنے تجربے میں آئی ہوئی بات ہے کہ مولانا دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو عجیب تضرع اور ابتہال سے دعا فرماتے تھے۔ اور اکثر دعا لینے والوں میں دعا کی غرض سے آنے والوں کو بتا دیا کرتے تھے کہ روشنی نظر آئی ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ یا یہ کہ کوئی اشارہ نہیں ہوا مزید دعا کریں۔ ان کی کتاب "حیات قدسی" پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبولیت دعا کی معجزانہ قوت رکھنے کے باوجود حضرت مولانا راجیکی صاحب کی طرف سے کبھی کسی قسم کی بڑائی یا خدانخواستہ تکبر کا اظہار نہیں ہوا۔ ورنہ ہم نے جماعت احمدیہ سے باہر کے بعض ایسے صوفیاء کے تذکرے بھی پڑھ رکھے ہیں جو دعا کی غرض سے آنے والوں کو دھتکار دیا کرتے تھے۔ مولانا راجیکی صاحب کی درگاہ سے ہم نے کسی کو مایوس یا دھتکاری ہوئی صورت میں لوٹتا نہیں دیکھا۔ ان کا دربار ہمیشہ کھلا ہوا ملتا تھا۔ دروازہ بھی اور دل بھی۔

حضرت مولانا راجیکی صاحب کی ایک اور بات نے مجھے بے پناہ متاثر کیا ہے کہ آپ نے اپنی سوانح "حیات قدسی" میں جہاں کہیں بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک کا ذکر کیا ہے اسے "حضور کے عہد ہمایوں" سے خطاب کیا ہے یا حضور کے عہد مبارک کے لفظ استعمال کئے ہیں۔ یہ ذرا سی بات لگتی ہے مگر ایسا عشق عاشقوں ہی کو سزاوار ہے۔

ہمارے ہاں تصوف کے عمومی تصور میں ترک دنیا اور عناد کا تصور بھی شامل ہے۔ مگر ترک دنیا کو رہبانیت کا دوسرا نام سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اسلام میں رہبانیت کی گنجائش نہیں۔ جہاں تک دنیا سے عدم دلچسپی کا تعلق ہے وہ صرف تعلق باللہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مولانا راجیکی صاحب کو بچپن ہی سے خلوت گزینی اور صحرا نشینی مرغوب تھی مگر واصل باللہ کرنے کے لئے جس مرشد کی انہیں تلاش تھی وہ میسر نہ تھا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس تک پہنچ کر انہیں وہ وسیلہ میسر آگیا اس لئے ان کی کایا ہی پلٹ گئی۔ قادیان سے تعلق قائم ہونے کے باوجود ان کے اندر مروجہ صوفیانہ روایتیں موجود رہیں۔ مثال کے طور پر آپ کے فنا فی الشیخ کا تصور پکانے کی مثال دی جا سکتی ہے۔ جب آپ نے اس بارہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام سے استفسار کیا تو حضور نے اس سے منع فرمایا کہ یہ بات شرک کے زمرہ میں آتی ہے۔ حضرت راجیکی صاحب نے اس بات کو بڑے شرح صدر کے ساتھ ترک کر دیا حالانکہ آپ مروجہ صوفیانہ تصورات کے تحت دیر سے اس بات پر کاربند تھے۔ جماعت احمدیہ میں بیعت ہونے سے قبل آپ کا عربی کا علم نہ ہونے کے برابر تھا۔ جیسا کہ آپ کے اس کشف سے ظاہر ہے کہ "ایک فرشتہ میرے پیر حضرت میاں نور محمد صاحب پنجابی علیہ الرحمہ کی شکل میں ظاہر ہوا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اگر آپ عربی علوم بھی حاصل کر لیتے تو اچھا ہوتا۔ میں نے کہا کہ رسمی علوم جس کی تحصیل علماء کرتے ہیں ان سے تو مجھے نفرت ہے۔"

مگر عربی کے علوم متداولہ کی عدم تحصیل کے باوجود اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی برکت سے آپ کو قرآن کریم اور قرآنی علوم پر قابل رشک دسترس عطا فرمائی۔ "میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک اونچا سا درخت ہے جس کی جڑ کے نیچے سے لے کر اوپر تک تمام قرآن مجید لکھا ہوا ہے اور میں ایک غیبی تحریک کے ماتحت اس درخت پر چڑھتا اور قرآن مجید پڑھتا جاتا ہوں یہاں تک کہ جب میں نے اس درخت کی چوٹی پر پہنچ کر تمام قرآن مجید ختم کر لیا تو پھر میں نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینا شروع کر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔"

اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک کتاب ہے۔ جسے میں کھولتا ہوں تو وہ مشرق سے مغرب تک پھیل جاتی ہے۔ اور

جب بند کرتا ہوں تو وہ زمین سے آسمان تک پہنچتی ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ چنانچہ میں نے اسے پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے پڑھتے بیدار ہو گیا۔" یہ برکات آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آنے سے نصیب ہوئیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۲ء میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ "میں سمجھتا ہوں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا اللہ تعالیٰ نے جو بحر کھولا ہے وہ بھی زیادہ تر اسی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے پہلے ان کی علمی حالت ایسی نہیں تھی۔ مگر بعد میں جیسے یکدم کسی کو پستی سے اٹھا کر بلندی تک پہنچا دیا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان کو مقبولیت عطا فرمائی اور ان کے علم میں ایسی وسعت پیدا کر دی کہ صوفی مزاج لوگوں کے لئے ان کی تقریر بہت ہی دلچسپ، دلوں پر اثر کرنے والی اور شبہات و وساوس کو دور کرنے والی ہوتی ہے۔"

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی فرمایا ہے کہ حیات قدسی کے واقعات بہت دلچسپ ہیں" اور جماعت میں روحانیت اور تصوف کی چاشنی پیدا کرنے کے لئے خدا کے فضل سے بہت مفید ہو سکتے ہیں۔"

تذکرۃ الاولیاء میں اکثر بزرگوں کی کرامات میں ایسی باتوں کا ذکر بکثرت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا متکفل تھا اور ان کی ضروریات کو خارق عادت طور پر پوری کرتا تھا۔ سیدنا حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کی حیات مبارکہ "مرقاۃ الیقین" میں ایسے متعدد واقعات موجود ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے کتنا پیار کا سلوک تھا۔ حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کی حیات قدسی میں بھی ایسے واقعات درج ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے اللہ تعالیٰ کا کیسا سلوک تھا۔ میں ذاتی طور پر اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے حضرت مولانا کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے فضلوں کا مورد بنتے دیکھا ہے۔ حیات قدسی میں دست غیب کے عنوان کے تحت چودھری اللہ داد صاحب احمدی کا واقعہ درج ہے

مگر میں اس سے صرف نظر کرتے ہوئے حضرت مولاناؓ کو پیش آنے والا ایک واقعہ درج کرتا ہوں" ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا۔ اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی۔ اور بیوی کہہ رہی تھیں کہ گھر کی ضروریات کے لئے کوئی رقم نہیں۔ بچوں کی تعلیمی فیس بھی ادا نہیں ہو سکی۔ سکول والے تقاضہ کر رہے ہیں بہت پریشانی ہے۔ ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھیں کہ دفتر نظارت سے مجھے حکم پہنچا کہ دہلی اور کرنال وغیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب ہے آپ ایک وفد کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو کر ابھی دفتر میں آجائیں۔ جب میں دفتر میں جانے لگا تو میری اہلیہ نے پھر کہا کہ آپ لمبے سفر پر جا رہے ہیں اور گھر میں بچوں کے گزارہ اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟ میں نے کہا میں سلسلہ کا حکم ٹال نہیں سکتا اور جانے سے رک نہیں سکتا کیونکہ میں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے ..... میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا۔ اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ "اے محسن خدا تیرا یہ عاجز بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ اور گھر کی حالت تجھ پر مخفی نہیں تو خود ہی ان کا کفیل ہو اور ان کی حاجت روائی فرما۔ تیرا یہ عبد حقیر ان افسردہ دلوں اور حاجت مندوں کے راحت و مسرت کا کوئی سامان مہیا نہیں کر سکتا۔" میں دعا کرتا ہوا ابھی بیرونی دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ جب میں نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے ابھی ابھی مجھے بلا کر مبلغ یکصد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں دے کر عرض کیا جائے کہ اس کے بھیجنے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ میں نے وہ روپیہ لے کر انہی صاحب کا ساتھ لیا اور کہا کہ میں تو اب گھر سے تبلیغی سفر کے

لئے نکل پڑا ہوں۔ بازار سے ضروری سامان خورد و نوش لینا ہے وہ آپ میرے گھر پہنچا دیں۔ کیونکہ میرا اب دوبارہ گھر میں جانا مناسب نہیں وہ صاحب بخوشی میرے ساتھ بازار گئے میں نے ضروری سامان خرید کر ان کو گھر لے جانے کے لئے دے دیا اور بقیہ رقم متفرق ضروریات کے لئے ان کے ہاتھ گھر بھجوا دی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔" اس واقعہ سے نہ صرف ان کے توکل علی اللہ کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ ان کے صوفیانہ مسلک کی تائید بھی ہوتی ہے صوفیا کے مسلک میں اللہ کی راہ میں اٹھا ہوا قدم واپس نہیں ہوا کرتا۔ اسی واقعہ سے ان کی اطاعت نظام کا پہلو بھی نکلتا ہے کہ نظام جماعت کی طرف سے جو ارشاد مل گیا اس کی فوری تعمیل ہونی چاہیئے۔

غناء بظاہر ایک معمولی بات ہے مگر آزمائش کے وقت غناء کا اظہار کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کے بغیر غناء کی مبتدیات بھی انسان کی گرفت میں نہیں آسکتیں جماعت احمدیہ میں بہت سے ایسے بزرگ موجود رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیاداری سے مستغنی کر دیا تھا۔ حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ ایسے لوگوں میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کی ساری حیات قدسی پڑھ جایئے کہیں ایک بار بھی ایسا احساس نہیں ہوتا کہ یہ شخص دنیاوی مال و منال کا محتاج ہے بعض اوقات تو یوں لگتا ہے کہ انہیں دنیاوی ضروریات سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ آخر اولاد تھی، گھر بار تھا۔ انسانی زندگی کی حاجتیں ان کے ساتھ لگی ہوئی تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس درجہ مستغنی کر دیا تھا کہ ان کی زندگی خارق عادت طور پر دنیاوی آلائشوں اور ضروریات سے پاک اور مبرا نظر آتی ہے۔

حضرت مولانا کے فنا فی الشیخ کے تصور کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اسی کا ایک اور کرشمہ یہ تھا کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ہر فرد سے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، بے پناہ محبت تھی۔ اس محبت کا اظہار وہ مختلف طریقوں سے

کرتے رہتے تھے۔ خلفاء سے تو انہیں عشق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور ان کے بعد حضرت المصلح الموعودؓ کے ساتھ والہانہ تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا اپنا پہلا فرض جانتے تھے ہمارے ابا جی نے یہ اطاعت انہی کے فیضان سے حاصل کی تھی۔ ابا جیؓ کا بھی یہی دستور تھا کہ حضور کا حکم آگیا تو اس کے آگے دوسرے سب کام ہیچ ہو گئے

تصوف والوں کی ایک خاص چیز یقین ہے اور یقین کہ شیخ کی طرف سے جو حکم مل گیا ہے وہی منشاء ایزدی ہے اس لئے اس کی تعمیل بدرجہ اولیٰ اور اولین ہونی چاہیئے۔ حضرت مولانا راجیکی صاحب کے ہاں اس قسم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ انہیں جو کچھ عطا ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کی برکت سے ہے۔ صوفیا اسی کو فنا فی الشیخ کا مقام بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا کیا کرامتیں اور برکتیں عطا نہ کی تھیں مگر راجیکی صاحبؓ نے جہاں بھی ایسی نعمۃ کا ذکر کیا ہے انہیں فیضان مرشد ہی قرار دیا ہے۔

حضرت مولانا راجیکی صاحب کے گھر جانے کا اتفاق قادیان میں بھی ہوا اور ربوہ میں تو متعدد بار حاضری کا موقع ملا۔ ان کے ہاں بزرگوں کو پورے ناموں سے بلانے کا رواج تھا۔ اپنے بچوں کو بھی بشیر احمد عزیز احمد کہہ کے پکارتے تھے۔ ہمیں بھی ہمیشہ نام احمد کہہ کر یاد فرماتے تھے۔ ہماری بھابی رحمہ آپا امۃ السلام جو آپ کے چچا زاد بھائی حضرت مولوی غلام علیؓ کی بیٹی تھیں ان کے ہاں حاضر ہوتیں تو اندر سے گھر والے کہلا بھیجتے کہ امۃ السلام آئی ہے۔ حضرت مولانا اندر تشریف لاتے ہیں اور دعائیں دیتے انہیں بھی ہمیشہ امۃ السلام ہی پکارتے۔ ان کے پوتوں کو بھی منصور احمد مسعود احمد کے ناموں سے یاد فرماتے سلسلہ کے خادموں کا بہت ہی احترام فرماتے تھے۔ بھائی جان محمد احمد نعیم مرحوم چونکہ مربی سلسلہ تھے اس لئے ان کے ساتھ خصوصی سلوک فرماتے تھے۔ سلسلہ کے مربیان کے ساتھ عام طور سے حضرت کا لفظ استعمال فرماتے۔ یہ تمام تمیزہ انہی سے خاص تھے۔

غرض حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی جماعت احمدیہ کے صوفیاء میں ایک بلند مرتبہ رکھتے تھے اللہ تعالیٰ ان کے فیضان کو جاری رکھے۔ آمین ☆

جماعت احمدیہ ہنسلو (انگلینڈ) کے زیرِ انتظام جلسہ سیرۃ النبی صلعم

٭ ڈیڑھ صد سے زائد غیر از جماعت افراد نے شرکت کی ٭ ممبر آف پارلیمنٹ میئر آف ہنسلو بارو ٭ ڈویژنل کمانڈر پولیس ٭ چیف ایگزیکٹو بارو آف ہنسلو ٭ کونسلرز ٭ ہائی آفیشلز اور غیر مسلم معززز افراد نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی تشکر اور حمد سے لبریز جذبات کے ساتھ امسال ۲۰ جنوری ۱۹۹۶ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ ہنسلو۔ مڈل سیکس کو حسب سابق یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ایک عظیم الشان جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موضوع پر منعقد کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

جلسہ کی صدارت محترم جناب امیر صاحب یو کے آفتاب احمد خانصاحب نے کی۔ کاروائی ساڑھے پانچ بجے شام تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی جس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں کہا گیا تھا۔ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا گیا نیز اس کا بھی انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

صدر جلسہ نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنی مصروفیات کے باوجود جبکہ موسم بھی بہت سرد ہے اس مبارک جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے آپ نے بالخصوص منسٹر آف ہنسلو۔ ڈویژنل پولیس کمشنر۔ کونسلرز اور چیف ایگزیکٹو لندن بارو آف ہنسلو کا شکریہ ادا کیا کہ اس جلسہ میں تشریف لائے۔

اسکے بعد منسٹر آف ہنسلو اجمیر سنگھ ڈھلوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت محمدؐ کے اخلاق بچپن ہی سے نہایت پاکیزہ۔ سنجیدہ اور بالکل سادہ تھے آپ اپنے بڑوں کے ساتھ ہر ممکن تعاون۔ پرامن۔ پرمحبت اور عاجزانہ رویہ اختیار کرنے والے تھے۔ جب آپ جوان ہوگئے تو غرباء سے محبت کرنے والے بیماروں اور پریشان حال لوگوں کی حتی الامکان پوری مدد کرنے والے تھے آپ کی اعلیٰ سیرۃ اور عمدہ اخلاق کی وجہ سے آپکو عوام نے صادق اور امین کا خطاب دیا۔ آپکی پارسائی تقوی سچائی اور محبت آمیز سلوک کی وجہ سے آپکو قابل احترام سمجھا جاتا تھا۔ ان دنوں جبکہ کئی معصوم کم عمر لڑکیوں کو ان کے والدین زندہ درگور کر دیتے تھے۔ آپکی اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے یہ سلوک مکمل طور پر بند ہوگیا۔ عورتوں سے سوسائٹی میں جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا آپ نے عورتوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق ممتاز مرتبہ عطا فرمایا۔ اور پروقار حقوق دیئے۔

آپ نے سب سے محبت نفرت کسی سے نہیں کی اعلیٰ تعلیم دی آپ تمام انسانوں سے پرشفقت سلوک کرنے والے تھے تمام انسانیت کو برابر کے حقوق دیئے آپکی اعلیٰ تعلیم کی بدولت آپ کی زندگی میں ہی عرب سے بت پرستی مکمل طور پر ختم ہوگئی یہ تعلیم دی کہ خدا صرف ایک ہے اور اسی کی عبادت کی جائے جماعت احمدیہ اسلام کی تعلیم کو دنیا میں صحیح طور پر دوبارہ قائم کرنے کی نئے سرے سے کوشش کر رہی ہے اور اسی سلسلہ میں آج یہ جلسہ بھی کیا جا رہا ہے جس میں تمام مذاہب کے لوگوں کو مدعو کیا گیا ہے تاکہ انہیں اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے آگاہ کیا جاسکے۔

میئر آف ہنسلو نے کہا کہ حضرت احمد نے دعوے فرمایا ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں جبکہ فاصلے سمٹ گئے ہیں اور جبکہ تمام لوگ مختلف مذاہب کو ماننے والے اپنے حقیقی عقیدہ سے دور جا پڑے ہیں مجھے خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مبعوث کیا ہے کہ میں انسانوں کو دوبارہ اسلامی تعلیم کے ذریعہ سچے خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کروں یہی ایک طریق ہے جس سے دنیا میں سچا امن۔ صلح و آشتی تمام انسانوں میں قائم ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد محترم مظفر کلارک صاحب نے اپنے خطاب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ابتداء سے لیکر وفات تک حالات جامع طور پر سامعین کو بتائے۔

اسکے بعد بیری مائرز (BARRIE MEYERS) ڈویژنل کمانڈر پولیس ہنسلو نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے مسرت ہے کہ اس میٹنگ سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ایک روحانی استاد تھے بلکہ آپ ایک نہایت منتظم اعلیٰ بھی تھے آپ نے اپنی وفات سے دس سال قبل سے انتظامیہ کا کام کرکے دکھا دیا کہ آپ ان تمام باتوں پر عمل پیرا ہوتے تھے جو آپ نے ایک پیغمبر ہونے کی وجہ سے بیان کی تھیں۔

آپ نے مدینہ میں قانون سازی اور انتظامی امور کے کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے اور آپ مشکل معاملات میں آخری اپیل سننے والے اور فیصلہ کرنے والے بھی تھے آپ جب بھی کوئی نیا قانون بناتے اور اس کا نفاذ کرتے تو لوگوں سے دریافت فرماتے کہ کیا آپ نے میری باتوں کو اچھی طرح سمجھ بھی لیا ہے یا نہیں؟ اور آپ کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ جب آپ کا پیغام اچھی طرح سمجھ لیا جاتا تھا تو پھر آپ اپنا یہ پیغام جو لوگ موجود نہیں ہوتے تھے ان کو بھی پہنچا دیتے تھے۔

جس میں صوبہ جات کے گورنر۔ فوج کے کمانڈر اور انتظامات شہر کے افسران کو بھی تمام امور کی اطلاع کر دی جاتی تھی۔

آپ نے سوسائٹی کے تمام لوگوں کے لئے حقوق مقرر فرمائے جو کہ باپ، بیٹا، ماں، بیٹی، بہن، بھائی، خاوند، بیوی، اور دوسرے قسم کے تمام رشتوں کے لئے بھی تھے۔ اس کے علاوہ بیمار، معذور، بوڑھے، بچے مسافر، امیر، غریب، بیوہ، یتامیٰ، اور مساکین سب کے لئے سوسائٹی میں مدد مہیا کی جاتی تھی اور ان کی خبرگیری کی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ آپ اپنے گھریلو امور کے متعلق ممالک غیر سے متعلقہ امور اور تمام مسلمانوں کی بہتری و بھلائی کے کاموں میں مشغول رہتے تھے اور ہر ایک سے محبت کا سلوک فرماتے ان کے کاموں میں مدد کرتے اور مفید مشورے بھی دیتے تھے آپ کا طریق کار ایک حاکم کی طرح نہیں بلکہ ایک مہربان باپ کی مانند تھا

اس کے بعد مسٹر آر۔ ڈبلیو۔ کرسلیک چیف ایگزیکٹو لندن بارو آف ہنسلو نے تقریر کی۔ آپ کے بعد محترم جناب عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن نے اپنی تقریر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے چند حسین پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد محترم آفتاب احمد خان صاحب صدر جلسہ نے کہا کہ میں میئر آف ہنسلو کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے ذاتی طور پر ایک رقم کا چیک جماعت احمدیہ کو خدمت اسلام کے لئے دیا ہے آپ نے کہا کہ میں جس قدر رقم میئر صاحب نے دی ہے اسی قدر اپنی طرف سے مزید رقم کا اضافہ کرکے میئر صاحب کے خیراتی فنڈ میں ادا کرنا پسند کروں گا تاکہ وہ اسے بہتر طور پر مصرف میں لا سکیں۔

اس کے بعد عبد اللطیف خان صاحب صدر ہنسلو نے کہا میں ایک مرتبہ پھر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر یہ کامیاب جلسہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی

لندن بارو آف ہونسلو کے میئر نیز چیف ایگزیکٹو اور کونسلرز اور مسٹر بیری مائرز چیف سپرنٹنڈنٹ پولیس ہنسلو ایریا بھی ہمارے درمیان موجود ہیں اور انہوں نے تقاریر بھی کی ہیں آپ نے کہا کہ باوجود سخت سرد موسم کے معززز مہمانان اس جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں میں ان سب کا اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ ہنسلو کی طرف سے شکر گذار ہوں اسی طرح ہیتھ لینڈ

سکول کے منتظمین کا بے حد شکریہ عرض ہے جنہوں نے ہمیں اس سکول میں جلسہ کرنے کی اجازت دی اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزا دے۔

آپ نے کہا کہ ایک کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی (انگلش) سب مہمانان کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی جا رہی ہے جلسہ کے اختتام پر مہمان یہ کتاب ضرور لے کر جائیں یہ کتاب مذاہب عالم کے جلسہ میں ۱۸۹۶ء میں اسلام کی نمائندگی میں بطور مقابلہ دیگر مذاہب عالم پڑھ کر سنائی گئی تھی۔ اور سب سے اعلیٰ و ارفع مانی گئی۔

اس کے بعد صدر جلسہ مکرم آفتاب احمد صاحب نے کہا کہ آئیں ہم سب مل کر خدا تعالیٰ کے حضور خاموش دعا کریں کہ وہ ہم سب کو اس دنیا میں امن وسکون بخشے اور یہ ساری دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بنی رہے خاص طور پر ۱۹۹۶ء کا سال ہم سب کے لئے بہت مبارک اور امن و صلح کا سال ثابت ہو (آمین)

تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

نصرت اللہ ناصر چوہدری
(جنرل سیکرٹری ہنسلو)

منقولات

بھارت میں خودکشی کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے

مغربی بنگال لگاتار ساتویں برس اوّل۔ مرد عورتوں سے ۱۸ فیصد زیادہ

نئی دہلی ۱۸ فروری (پی ٹی آئی) بھارت میں ہر ۶ منٹ میں ایک شخص خودکشی کرتا ہے ۱۹۹۴ء میں خودکشی سے ہونے والی اموات کی کل تعداد ۸۹۱۹۵ تھی جو کہ اس سے پہلے برس کے مقابلہ پر ۵ء۶ فیصد زیادہ ہے۔ ۱۹۹۳-۹۴ کے مقابلہ پر ۵ ہزار زیادہ لوگوں نے خودکشی کی خودکشیوں میں اضافہ کی رفتار ۶ء۲ فیصد سالانہ ہے جبکہ آبادی میں اضافہ کی شرح ۲ء۱ فیصد ہے مغربی بنگال جو کہ آبادی کے لحاظ سے ملک میں چوتھے نمبر پر ہے خودکشی کے معاملہ میں لگاتار ساتویں برس بھی اوّل رہا۔ ۱۹۹۴ء میں مغربی بنگال میں ۱۲۳۸۹ لوگوں نے خودکشی کی دوسرے نمبر پر مہاراشٹر میں ۱۰۷۸۴ کی تامل ناڈو ۹۲۴۸ کرناٹک ۹۰۵۰ اور کیرل میں ۸۵۳۳ اشخاص نے خودکشی کی۔ مدھیہ پردیش جس کی آبادی بھی سب سے زیادہ ہے وہاں خودکشی کرنے والوں کی تعداد ۶۹۳۸ رہی جو کہ کل قومی تعداد ۷ء۸ فیصد رہا ہے مرکز ادھین علاقوں میں دہلی اور پانڈیچری کا بالترتیب پہلا اور دوسرا نمبر رہا ۱۹۹۴ء میں دہلی میں ۱۰۸۳ اور پانڈیچری میں ۵۸۹ آتم ہتیائیں ہوئیں، لکش دویپ میں اس برس صرف ایک آتم ہتیا کا کیس ہوا خودکشی کے رجحان کے بارے مطالعہ سے پتہ چلا تھا کہ گھر میں ناموافق حالات مثلاً منشیات کا استعمال بداخلاقی والدین سے پیار نہ ملنا والدین اور بچوں کے اچھے تعلقات نہ ہونا یا بہت زیادہ سخت ڈسپلن لاگو کرنا لوگوں کو خودکشی کی طرف مائل کرتا ہے بہت زیادہ سخت رویہ کسی ایک بچے کے لئے زیادہ ترجیحی رویہ اور شخصیتوں کے ٹکراؤ سے جذباتی توازن پر برا اثر پڑتا ہے۔ اور اس سے یہ انتہائی قدم اٹھانے کی ترغیب ملتی ہے خوفناک بیماری کی وجہ سے ۱۳۶۵ فیصد اور والدین یا سسرال کے ساتھ جھگڑا ۱۰ء۷ فیصد آتم ہتیاؤں کا کارن بنتے ہیں اس طرح یہ دو ہی تقریباً ایک چوتھائی آتم ہتیاؤں کا کارن بنتے ہیں ۳۴ء۸ فیصد آتم ہتیائیں زہر کھا کر۔ ۲۳ء۴ فیصد پھندہ لگا کر آتم واہ کر کے ۱۱ء۵ فیصد اور ڈوب کر ۹ء۴ فیصد آتم ہتیائیں کی جاتی ہیں اس طرح ۸۲ء۸ فیصد آتم ہتیائیں ان چار طریقوں سے اور باقی ۱۷ء۲ فیصد دوسرے طریقوں سے کی جاتی ہیں عورتوں کے مقابلہ پر ۱۸ فیصد زیادہ آدمیوں نے ۱۹۹۴ء میں آتم ہتیا کی۔ جبکہ جموں کشمیر میں آدمیوں کے مقابلہ پر زیادہ عورتوں نے خودکشی کی۔ ۱۸ برس سے کم عمر والوں میں سب سے زیادہ ۱۳ء۶۲ فیصد آتم ہتیائیں عشقیہ معاملوں میں ہوئیں امتحان میں فیل ہونے کے کارن ۹ء۴ فیصد اور خوفناک بیماریوں کی وجہ سے ۸ء۹۶ فیصد آتم ہتیائیں کی گئیں۔ (ہند سماچار جالندھر)

کیا مسیحیت ختم ہو جائے گی؟

پاسٹر بنجمن کرمچند نے مہیت پور سے ڈاکٹر سریتا کا پریس بیان بھیجا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چرچ حکام کی حرکتوں کے باعث کئی جگہ خصوصاً پنجاب میں مسیحیت ختم ہونے کے آثار پیدا ہو رہے ہیں لیڈروں میں باہمی پھوٹ ہے مسیحی جائیدادوں کو کوڑیوں کے مول بیچا جا رہا ہے چرچ حکام کو خدا کا بھی ڈر نہیں رہا ہے ان سے نوجوانوں کا بھروسہ اٹھتا جا رہا ہے۔ نوجوانوں کا مستقبل تاریک ہو گیا ہے وہ چرچ سے مایوس ہو رہے ہیں ضروری سخت ایکشن کی ضرورت ہے

مسیحی دنیا نئی دہلی مارچ ۱۹۹۶ء صہ

مارٹن لوتھر کی بائیبل مل گئی

پروٹسٹنٹ مت کے بانی مارٹن لوتھر کی بائیبل مل گئی جرمنی کے شہر سٹٹ گارٹ میں ایک لائیبریری والوں نے بتایا کہ لوتھر کی ذاتی بائیبل کا پتہ چل گیا ہے اس میں خود اس کے ہاتھ کے لکھے کچھ نوٹ اندراجات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے نیا عہد نامہ جرمن زبان میں کیسے ترجمہ کیا۔ یاد رہے کہ مارٹن لوتھر نے اس سے پہلے کی بائبل جسے اب کیتھولک بائبل کہتے ہیں کی بعض کتابوں پر اعتراض کیا تھا جن کے مطابق نئی پروٹسٹنٹ بائبل مرتب کی گئی اور کئی کتابیں نکال دی گئیں جو اب پھر نئی انگریزی بائیبلوں میں شامل کی گئی ہیں جرمنی کی وامبرگ سرکاری لائبریری میں ایک ریسرچ اسکالر مختلف بائبلوں کی فہرستیں تیار کر رہا تھا کہ اسے مارٹن لوتھر کی بائبل مل گئی لائبریری کی انچارج بریجٹ سنائیڈر نے بتایا کہ سینکڑوں برس تک اس بائبل کو کسی نے چھیڑا نہ تھا کہ اچانک اس ریسرچ سکالر نے اسے دیکھا اور اس میں دستی لکھے اندراجات پائے جن کا مقابلہ مارٹن لوتھر کی تحریروں سے کیا گیا اور قرار دیا گیا کہ یہ لوتھر کی بائبل ہے (مسیحی دنیا نئی دہلی مارچ ۹۶ء صہ)

عورت کی خاطر چرچ چھوڑنے لگے

اخبار ٹائمز لندن کی خبر ہے کہ کیتھولک فادر بڑی تعداد میں شادی کرنے کے لئے اپنا چرچ چھوڑ کر اینگلیکن بن رہے ہیں اینگلیکن چرچ نے جب سے عورتوں کو پادری بنانا شروع کیا ہے تب سے کیتھولک فادر بھگوڑے بن رہے پچھلے سال انگلینڈ میں ۴۷ فادر اینگلیکن اور دوسری چرچز میں شامل ہوئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ کیتھولک چرچ میں انہیں شادی کرنے کی اجازت نہیں تھی علاوہ ازیں وہ برتھ کنٹرول کے خلاف روم کی پابندیوں کے بھی مخالف ہیں ان کا کہنا ہے کہ خدا نے انسانوں کو کہا بڑھو پھولو یعنی بچے پیدا کرنے کو کہا لہٰذا فادروں کا شادی کرنا غلط بات نہیں بلکہ کیتھولک چرچ کی پابندیاں بائبل کی تعلیم کے خلاف ہیں اس کے خلاف بہت سے اینگلیکن پریسٹ کیتھولک بن رہے ہیں وہ عورتوں کو پادری بنائے جانے کے خلاف ہیں۔ (ایضاً صہ ۱۵)

درخواست دعا

مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب سابق امیر جماعتہائے احمدیہ و مبلغ انچارج مشرقی افریقہ ۱۰ پونڈ اعانت بدر ادا کرتے ہوئے اپنی صحت و تندرستی خدمت دین کی توفیق پانے دینی و دنیاوی ترقیات اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے عاجزانہ درخواست دعا کرتے ہیں۔ (مینجر بدر)

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

اب دیکھئے یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں جو بے حیائیوں کے ظہور اور پھر ایڈز کے ذریعہ ان کے خوفناک انجام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل بیان فرمائی تھی۔ اس زمانہ کے امام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کے زمانہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۶ء تک ہمارے ملک میں کثرت سے طاعون پھیلی تھی۔ اور اس دوران لاکھوں افراد موت کا شکار ہوئے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً ۱۹۰۶ء میں طاعون کے بعد طاعون ہی کی طرز پر آنے والی ایک خوفناک بیماری یعنی ایڈز کے متعلق آج سے ایک سو سال قبل یوں اطلاع دی تھی :—

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت سخت ہوگی۔"

(تذکرہ ص۶۰۷ طبع دوم الہام ۱۱۵۳)

چنانچہ حقیقت یہی ہے کہ یہ "ایک قسم کی طاعون" آج یورپ اور دیگر عیسائی ملکوں میں ہی پہلے پھیلی ہے۔ جہاں لوگ کثرت سے بے حیائی اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہوئے ہیں۔ چونکہ مسلم ممالک کی نسبت یورپ کے ملکوں میں اور دیگر امریکن و افریقن عیسائی خطوں میں بے حیائی زیادہ ہے اس لئے ایڈز کی وباء بھی پہلے امریکہ۔ یورپ اور افریقہ کی دیگر عیسائی آبادیوں میں پھیلی ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ اس کی شروعات امریکہ میں ۱۹۸۱ء میں ہوئی پھر ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (W.H.O.) کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۵ء تک اس ملک میں دو لاکھ سات ہزار نو افراد ایڈز کا شکار ہوئے ہیں۔ جبکہ صرف ۱۹۹۱ء میں پینتیس ہزار چھ سو چھیانوے اشخاص اس مہلک و لاعلاج بیماری میں مبتلا ہوئے۔ دوسرے نمبر پر افریقہ کے ملک یوگنڈا میں بسنے والی عیسائی آبادی ہے جہاں ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۵ء تک تیس ہزار ایک سو نوے اشخاص ایڈز کے مریض تھے۔ اور صرف ۱۹۹۱ء میں ۸۴۷۱ اشخاص ایڈز زدہ تھے۔ تیسرا نمبر برازیل کا، چوتھا تنزانیہ کا اور پھر زمبابوے کا ہے۔ مسلم ممالک کے اعتبار سے ۱۹۹۱ء تک یمن میں ایک بھی کیس ریکارڈ نہیں ہوا۔ عرب ریپبلک میں ۸ سیریا اور بحرین میں کوئی کیس منظرِ عام پر نہیں آیا۔

W.H.O. کی رپورٹ کے مطابق ۱۵ر دسمبر ۱۹۹۵ء تک دنیا کے ۱۹۳ ممالک میں بارہ لاکھ اکانوے ہزار آٹھ سو دس اشخاص ایڈز کی بیماری میں مبتلا تھے اور صرف گزشتہ ایک سال میں یعنی جنوری ۹۵ء سے دسمبر ۹۵ء تک ۲۶ فیصد قابلِ ذکر اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ یہ تو اُن افراد کی تعداد ہے جو ایڈز جیسے موذی مرض کی علامات ظاہر کر چکے ہیں اور مکمل طور پر ایڈز کے شکنجہ میں گرفتار ہیں۔ لیکن W.H.O. کی رپورٹ کے مطابق ان افراد کی تعداد جو H.I.V. وائرس اپنے جسموں میں لئے گھوم رہے ہیں دنیا کے ۱۹۳ ممالک میں ایک کروڑ انہتر لاکھ ہے۔ ان میں صرف امریکہ میں ہی پانچ لاکھ ایک ہزار تین سو دس ہیں۔ انگلینڈ میں یہ تعداد گیارہ ہزار چار سو اُنچاس ہے۔ اور تھائی لینڈ میں بائیس ہزار ایک سو پینتیس۔ امریکہ کا ادارہ سنٹرل ڈیسیز کنٹرول (CENTRAL DISEASE CONTROL) (C.D.C.) جو کہ ڈیپارٹمنٹ آف ہیلتھ اینڈ ہیومن سروسز (DEPARTMENT OF HEALTH AND HUMAN SERVICES) کا ایک شعبہ ہے، کے مطابق امریکہ میں اب تک ایڈز سے مرنے والوں کی تعداد دو لاکھ اکانوے ہزار آٹھ سو تہتر ہوچکی ہے۔ ویسٹ جرمنی میں تین لاکھ، انگلستان میں ایک لاکھ اور براعظم افریقہ میں ایک کروڑ افراد گزشتہ ایک دہائی میں اس موذی مرض کا شکار ہوکر موت کی آغوش میں جاچکے ہیں۔

(باقی آئندہ)

(منیر احمد خادم)

رمضان المبارک میں

مسجد فضل لندن کے شب و روز

(فائنہ شاہدہ راشد)

امسال رمضان المبارک کے دوران مسجد فضل لندن میں جو خصوصی پروگرام جاری رہے ان کی کسی قدر تفصیل اس جگہ قارئینِ بدر کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

★— اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ، وقت کا امام اور اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ان دنوں لندن میں مقیم ہے اور مسجد فضل لندن کو یہ امتیازی شان حاصل ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر روز اسی مسجد میں پانچوں نمازیں اپنے وقت پر بڑی باقاعدگی کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔ یہ بابرکت سلسلہ رمضان المبارک میں ایک خاص جذب کی کیفیت کے ساتھ جاری رہا۔ احبابِ جماعت اور خواتین غیر معمولی کثرت کے ساتھ نمازوں میں شامل ہوتے رہے۔

★— ہر جمعہ کے روز حضور انور ایدہ اللہ نمازِ جمعہ سے قبل خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ ان سب خطبات کا موضوع رمضان المبارک اور اس کی برکات سے تعلق رکھتا تھا۔ ان خطبات کا خلاصہ ساتھ کے ساتھ الفضل میں پیش کیا جاتا رہا۔ (مفصل متن بھی دو تین ہفتوں کے توقف سے پیش کرنے کا سلسلہ حسبِ سابق جاری رہے گا) خطباتِ جمعہ حسبِ معمول کم و بیش ایک گھنٹہ دورانیہ کے تھے۔ اور ان کا دنیا کی مختلف زبانوں میں (جن کی تفصیل درس القرآن کے ضمن میں آئے گی) ساتھ کے ساتھ رواں ترجمہ بھی کیا جاتا رہا اور یہ خطباتِ جمعہ اپنے رواں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے کے عالمگیر ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جاتے رہے۔

درس القرآن

امسال برطانیہ میں رمضان المبارک کا آغاز ۲۲ جنوری سے ہوا۔ اسی روز سے مسجد فضل لندن میں قرآن مجید کے خصوصی درس کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے علاوہ ہر روز یہ درس اردو زبان میں بیان فرماتے رہے۔ یہ درس ساڑھے گیارہ بجے سے بعد دوپہر ایک بجے تک ہوتا تھا۔ حضور انور نے سورہ آل عمران کی آیت ۲۰۰ سے درس کا آغاز فرمایا (جہاں گزشتہ سال کا درس مکمل ہوا تھا) اور سورۃ النساء کی آیت ۲۱ تک درس القرآن بیان فرمایا۔ درس القرآن کی ان مجالس میں احبابِ جماعت خاص تعداد میں شامل ہوتے رہے۔ خواتین بھی نصرت ہال میں بیٹھ کر درس سنتی رہیں۔ جو احباب و خواتین کسی وجہ سے حاضر نہ ہوسکے اُن کی بڑی تعداد بھی اپنے اپنے گھروں میں ڈش انٹینا کے ذریعہ یہ درس سنتی رہی۔ چونکہ یہ درس ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ ساتھ کے ساتھ پیش کئے جاتے رہے اس لئے ان دروس سے استفادہ کرنے والوں کا دائرہ عالمگیر وسعت رکھتا تھا اور اس لحاظ سے یہ فیضِ قرآنی (آگے مسلسل ص۱۶ پر)

طالبِ دعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19-A JAWAHAR LAL NAHRU ROAD,
CALCUTTA - 700081.

★ PHONE :- 543105
Star CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661 OPP. BLOCK NO.7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 Pin. 208001.

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

PHONE :- 26-3287.
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072.

ہفت اقلیم کو اپنے دامن میں لئے ہوئے تھا۔ درس القرآن کی ان ایمان افروز مجالس کا لطف اور حقیقی اندازہ ان مجالس کو دیکھنے اور سننے سے ہی ہو سکتا ہے۔ تاہم قارئینِ الفضل کی خدمت میں ان درسوں کی مختصر رپورٹ "مختصرات" کے کالم کے ذریعہ ساتھ کے ساتھ پیش کی جاتی رہی۔

یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ خطباتِ جمعہ اور درس القرآن کی مجالس کے رواں تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں پیش کئے جاتے رہے۔ تحریکِ دعا کے طور پر مترجمین کے اسماء ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

★- عربی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم عبدالمومن صاحب طاہر نے پائی۔ بعض دنوں میں مکرمہ مہا صاحبہ نے بھی ترجمہ کیا۔

★- فرانسیسی زبان میں ترجمہ کی خدمت مکرم عبدالغنی جہانگیر خان صاحب نے سرانجام دی۔ بعض ایام میں مکرم عبادہ بربوش صاحب نے بھی فرانسیسی ترجمہ پیش کیا۔

★- انگریزی زبان میں ترجمہ مکرمہ حامدہ فاروقی صاحبہ پیش فرماتی رہیں۔ (دو روز درس القرآن کا ترجمہ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے پیش کیا۔)

★- جرمن زبان میں رواں ترجمہ پیش کرنے کی ذمہ داری مکرمہ بشریٰ محمود صاحبہ آف جرمنی نے ادا فرمائی۔

★- ترکی زبان میں ترجمہ کرنے کا فریضہ ترکی زبان کے ماہر ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مبلغ جرمنی کے سپرد رہا۔

اللہ تعالیٰ ان سب مترجمین کو اور اسی طرح ایم ٹی اے کے ان سب کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے ان روحانی مجالس کی براہِ راست ٹرانسمیشن کے لئے بہت محنت اور محبت سے کوشش فرمائی۔ آمین۔

نمازِ تراویح

مسجد فضل لندن میں رمضان کے دوران روزانہ نمازِ عشاء کے بعد نمازِ تراویح باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ امسال مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے نمازِ تراویح پڑھائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ نمازِ تراویح میں احباب اور خواتین کافی تعداد میں شامل ہوتے رہے۔

درس الحدیث

نمازِ فجر کے بعد روزانہ انگریزی زبان میں کتاب ریاض الصالحین سے درس الحدیث پیش کیا جاتا رہا۔ یہ درس مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن دیتے رہے (دو روز یہ درس مکرم غلام احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ نے دیا۔)

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں امسال بھی اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ مسجد فضل لندن میں ۱۷ احباب نے اور مسجد سے ملحقہ نصرت ہال میں ۷ خواتین نے مسنون طریق پر اعتکاف کرنے کی سعادت پائی۔ حضور انور کی منظوری سے مکرم میر عبیداللہ صاحب آف مانچسٹر کو امیر المعتکفین اور مکرمہ آمنہ صدیقہ منان صاحبہ آف لندن کو صدر معتکفات مقرر کیا گیا۔ اعتکاف کے آخری روز (۲۰-فروری کو) حضور انور نے مسجد فضل لندن اور نصرت ہال میں تشریف لے جا کر معتکفین اور معتکفات کو الگ الگ اجتماعی ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔

اجتماعی دعا

رمضان المبارک کے آخری روز (۲۰-فروری کو) درس القرآن کی مجلس میں حضور انور نے سالہائے گزشتہ کی روایت کے مطابق قرآنِ مجید کی آخری تین سورتوں کا درس بیان فرمایا۔ درس کے آخری حصہ میں حضور انور نے ان امور اور ان افراد اور ضروریات کی نشان دہی فرمائی جن کو دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد حضور انور نے ایک لمبی اور پُرسوز اجتماعی دعا کروائی جس میں نہ صرف حاضر احباب و خواتین شامل ہوئے بلکہ ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ اکنافِ عالم میں لاکھوں افراد بھی اس دعا میں بیک وقت شامل ہوئے۔ غلبۂ اسلام کے لئے اس طرح عالمگیر اجتماعی دعاؤں کا نظارہ صرف جماعتِ احمدیہ میں نظر آتا ہے جو اس زمانہ میں احیائے اسلام اور قیامِ شریعت کے لئے دن رات سرگرمِ عمل ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ رمضان المبارک اپنی بے شمار برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ ہم سب پر سایہ فگن رہا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ رحمتیں اور برکتیں سارے سال پر محیط ہو جائیں اور اس طرح ایک رمضان کی برکات کا سلسلہ آنے والے رمضان سے متصل ہوتا چلا جائے۔ آمین۔

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال ۱۶ اگست ۱۹۹۶ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط:

(۱)۔ درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

(۲)۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

(۳)۔ کم از کم میٹرک یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

(۴)۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ (۵)۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔ (۶)۔ حفظ کلاس کے لئے عمر ۱۰/۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ اور قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔ (۷)۔ امیر جماعت/صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلے کے لئے موزوں ہے۔

درخواست دہندہ اپنے سندات کی مصدقہ نقول معہ ہیلتھ سرٹیفیکیٹ امیر جماعت/صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ معہ دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۹۶ء تک ارسال کریں۔

تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

امیدوار قادیان آتے وقت اپنے ہمراہ موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے، رضائی، بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

اطلاع

بعض وجوہات کی بناء پر بدر کا ہندی ایڈیشن فی الحال بند کر دیا گیا ہے۔ چند ماہ بعد کمپیوٹر پریس لگنے پر انشاء اللہ پھر شروع کرنے پر غور ہوگا۔ قارئین مطلع رہیں۔

مینیجر بدر قادیان

اعلانِ معافی

احباب کرام کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم ایس۔ بشیر احمد صاحب آف الیپی (کیرلہ) کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت اخراج از نظامِ جماعت کی سزا معاف فرما دی ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

تندرستی ہزار نعمت ہے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA.

چیف کوچ:- محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر، حیدرآباد

وزن کم کرنے، بڑھانے، موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں تمام کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک، باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے (باڈی ویٹ ساتھ لکھیں) مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کے لئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔

مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں:-

M.A.SALEEM (BODY BUILDER), H.NO. 18-2-888/10/71.
NIMRA COLONY, FALAKNUMA POST-500253.
HYDERABAD. (A.P.) INDIA. (فون رہائش:- 040-219036)